تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

39

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 29واں سال

یکم تا 7 ربیع الثانی 1442ھ/17 تا 23 نومبر 2020ء

سرمایہ داری نہیں، سرمایہ کاری

اسلام یہ تو چاہتا ہے کہ سرمایہ کاری ہو مگر وہ سرمایہ داری کو باقی رکھنے کا روادار نہیں۔ مغربی معیشت سرمایہ کاری پر مبنی ہے۔ لیکن جب اس میں سود شامل ہو جاتا ہے تو یہ سرمایہ کاری، سرمایہ داری بن جاتی ہے۔ سرمایہ کاری تو یہ ہے کہ آؤ کام کرو، سرمایہ لگاؤ اور تجارت کرو، لیکن تم کو سرمایہ داری کی اجازت نہیں ہے۔ سرمایہ داری یہ ہے کہ محض سرمایہ کو نفع اندوزی کا ذریعہ بنایا جائے۔ محنت بھی نہ کی جائے اور نقصان میں شرکت بھی نہ کی جائے۔ اس کا نتیجہ دولت کے ارتکاز کی صورت میں نکلتا ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم نے کہا ہے کہ ''ایسا نہ ہونا چاہئے کہ سرمایہ صرف دولت مندوں ہی کے درمیان گردش کرتا رہے''۔ (الحشر: 7) کیونکہ اس طرح طبقاتی تقسیم پیدا ہو جائے گی اور قرآن مجید کی اصطلاح میں ''مترفین'' اور ''محرومین'' کے دو طبقے وجود میں آ جائیں گے۔

مترفین کا طبقہ اس طرح وجود میں آتا ہے کہ ہر معاشی proposition میں تین امور شامل ہوتے ہیں۔ (الف) سرمایہ (ب) محنت (ج) اور موقع۔ کیونکہ وہی سرمایہ کاری اور وہی محنت کسی خاص وقت یا جگہ پر زیادہ نتیجہ خیز اور منافع بخش ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ وہی سرمایہ اور وہی محنت کسی دوسرے وقت اور جگہ پر اس قدر نتیجہ خیز نہیں ثابت ہوتے۔ اسی کو موقع یا chance کہتے ہیں۔ اسلام نے اصلاً زور محنت پر دیا ہے۔ گویا محنت کو تحفظ حاصل ہے جبکہ..... سرمایہ کو محض سرمایہ کی حیثیت سے Earning Factor بنا دیا جائے تو اسلام کی نظر میں یہ غلط ہے۔ اسی طرح chance محض chance کی حیثیت سے اگر کمائی کا ذریعہ بنا دیا جائے تو یہ حرام ہے۔ جب سرمایہ سرمائے کی حیثیت میں Earning Agent بنتا ہے تو اس کی بدترین شکل سود ہے۔ رہا ہے ہی یہ کہ محض سرمائے کے بل پر ایک مقرر و معین منافع حاصل کیا جائے، اس طرح کہ نقصان سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ اسلام اور قرآن کی رو سے اس سے بڑھ کر کوئی شے حرام نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

تا تہہ و بالا نہ گردد ایں نظام

جنتی گھرانہ

امریکی انتخابات اور پاکستان

امیر تنظیم اسلامی کا ایک اہم انٹرویو

طریق کوہکن میں بھی......

استقامت وعالی ہمتی

الھدیٰ (912)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے حد

سُورۃُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 02

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪ وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾

آیت ۲: ﴿اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪﴾ ’’زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد‘ دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو‘‘

﴿وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ﴾ ’’اور تمہیں نہ روکے ان کے ساتھ مہربانی اللہ کے دین (کی تنفیذ) کے معاملے میں‘‘

یہ اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا معاملہ ہے۔ ایسے معاملے میں حد جاری کرتے ہوئے کسی کے ساتھ کسی کا تعلق‘ انسانی ہمدردی یا فطری نرم دلی وغیرہ کچھ بھی آڑے نہ آنے پائے۔

﴿اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ﴾ ’’اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یومِ آخرت پر۔‘‘

یہ غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے حد ہے جو نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ البتہ شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم ہے جو سُنتِ رسول ﷺ سے ثابت ہے اور قرآن کے ساتھ ساتھ سنتِ رسولؐ بھی شریعتِ اسلامی کا ایک مستقل بالذات ماخذ ہے۔ رجم کی سزا کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ شریعتِ موسویؑ میں یہ سزا موجود تھی اور حضور ﷺ نے سابقہ شریعت کے ایسے احکام جن کی قرآن میں نفی نہیں کی گئی اپنی امت میں جوں کے توں جاری فرمائے ہیں۔ ان میں رجم اور قتل مرتد کے احکام خاص طور پر اہم ہیں۔ شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے رجم کی سزا متعدد احادیث‘ رسول اللہ ﷺ کی سُنت‘ خلفائے راشدین کے تعامل اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

﴿وَلۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾﴾ ’’اور چاہیے کہ ان دونوں کی اس سزا کے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔‘‘

اس حد کو عام پبلک میں کھلے عام جاری کرنے کا حکم ہے۔ اس سے یہ اصول ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اسلامی شریعت دراصل تعزیرات اور حدود کو دوسروں کے لیے لائق عبرت بنانا چاہتی ہے۔ اگر کسی مجرم کو جرم ثابت ہونے کے بعد چپکے سے پھانسی دے دی جائے اور لوگ اسے ایک خبر کے طور پر سنیں تو ان کے ذہنوں میں اس کا وہ تاثر قائم نہیں ہوگا جو اس سزا کے عمل کو براہِ راست دیکھنے سے ہوگا۔ اگر کسی مجرم کو سرِعام تختہ دار پر لٹکا یا جائے تو اس سے کتنے ہی لوگوں کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ چنانچہ اسلامی شریعت سزاؤں کے تصور کو معاشرے میں ایک مستقل سدِراہ (deterrent) کے طور پر مؤثر دیکھنا چاہتی ہے۔ اس میں بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ ایک کو سزا دی جائے تو لاکھوں کے لیے باعث عبرت ہو۔

فرمانِ نبویؐ

دعوت کی راہ میں مشکلات

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدۡ اُخِفۡتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدۡ اُوۡذِیۡتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤۡذٰی اَحَدٌ، وَلَقَدۡ اَتَتۡ عَلَیَّ ثَلَاثُوۡنَ مِنۡ بَیۡنِ یَوۡمٍ وَّلَیۡلَۃٍ وَّمَا لِیۡ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاۡکُلُہٗ ذُوۡ کَبِدٍ اِلَّا شَیۡئٌ یُّوَارِیۡہِ اِبۡطُ بِلَالٍ)) [مسند احمد]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے‘ سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنے بغل میں چھپا رکھی تھی۔‘‘

تشریح: کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے کے لیے جان سے مار دینے کی دھمکی دی‘ سخت ترین سزاؤں سے آپؐ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی اور جسمانی تکلیفیں بھی دیں۔ وہ آپؐ کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے‘ اس طرح کے سنگین حالات سے حضور ﷺ کے سوا کوئی دوسرا داعیٔ حق دو چار نہیں ہوا۔ مگر آپؐ نے یہ سب کچھ رضائے الٰہی کے لیے صبر و تحمل سے برداشت کیا۔

ادارِیہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تا تہہ و بالا نہ گردد ایں نظام

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے مغرب کو باقی دُنیا پر مادی یعنی اقتصادی اور عسکری سبقت حاصل ہوگئی۔ یورپ کا صنعتی انقلاب بھی اسی ترقی کا نتیجہ یا حصہ تھا۔ جس سے ساری دُنیا کی دولت مغرب کی طرف یوں بہنے لگی جیسے پانی ڈھلوان کی طرف بہتا ہے۔ اس دولت سے ایک مالیاتی نظام قائم کیا گیا جسے کیپٹلزم کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اگرچہ وہ سرمایہ دارانہ نظام بلکہ سرمایہ پرست نظام ہے جسے عیار ذہن اور سخت ہاتھ کنٹرول کر رہے ہیں۔ اس سے اکثریتی دنیا کو یوں جکڑ لیا گیا اور اس پر ایک ایسا جال ڈال دیا ہے جس میں پھنسا ہوا انسان ہاتھ پاؤں تو مارتا ہے لیکن نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا اور تھک ہار کر نڈھال ہو جاتا ہے اور اس غلامی کو اپنی قسمت کا فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔ اس نظام کے اجارہ داروں اور باقی دنیا کی مثال گلّہ بان اور گلّہ کی ہے۔ یہ اجارہ دار گلّہ بان کی حیثیت سے دنیا کو بھیڑوں کا گلّہ بنا کر ہانک رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے اِس نظام کے اجارہ داروں کی نشاندہی یہ کہہ کر کر دی ''فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے''۔ اس استحصالی نظام میں سود کو جڑ اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔

دنیا کی معیشت میں سود کو مرکزی حیثیت یہود کی کوششوں اور چالاکیوں سے حاصل ہوئی۔ دنیا میں اِس وقت یہودیوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے کم ہے یعنی وہ دنیا کی کل آبادی کا 1/400 بھی نہیں ہیں۔ اتنی قلیل تعداد سے دنیا پر سیاسی اور عسکری غلبہ حاصل کر لینا ممکن نہ تھا۔ Give the devil his due کے مصداق یہودیوں کی ذہانت اور چالاکی کی داد دینا ہوگی کہ انہوں نے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں یہ بھانپ لیا تھا کہ سائنسی ترقی سے دنیا کے سکڑنے کی وجہ سے عالمی سطح پر تجارت ہزاروں گنا زیادہ بڑھ جائے گی، لہٰذا عالمی سطح پر اثر و رسوخ اور غلبہ کے لیے اب مضبوط معیشت عسکری قوت سے بھی زیادہ اہم رول ادا کرے گی۔ ہم (یعنی یہودی) چھوٹی قوم ہوتے ہوئے معاشی طور پر انتہائی مضبوط ہوں گے تو سکڑی ہوئی اس دنیا کی بڑی اقوام چاہے وہ سیاسی اور عسکری لحاظ سے کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں، ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گی۔ اگرچہ وقت کی سپر قوت کو اپنے زیرِ اثر رکھنے کی پالیسی وہ صدیوں پہلے ترتیب دے چکے تھے اور اس پر عمل پیرا بھی تھے لیکن دنیا کے چھوٹے ہونے اور باہمی تجارت بڑھنے سے مال و زر کے ذریعے دنیا کو کنٹرول کرنا آسان ہوگیا اور یہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہودی مال اکٹھا کرنے اور اسے سنبھالنے کے زبردست ماہر ہیں۔ کاغذی کرنسی کا چلن بھی اُسی دور میں ہوا جس نے عیار یہودی کا کام بہت آسان کر دیا۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا ؎

ایں بنوک ایں فکرِ چالاک یہود نورِ حق از سینہ آدم ربود

جہاں تک سرمایہ دارانہ نظام کا تعلق ہے یہ چونکہ باطل کا کھڑا کیا گیا ایک غیر فطری استحصالی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
یکم تا 7 ربیع الثانی 1442ھ جلد 29
17 تا 23 نومبر 2020ء شمارہ 39
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نظام ہے جس کی بنیاد سود، ناجائز منافع خوری اور مادر پدر آزاد مارکیٹ پر ہے لہٰذا اس کی ناکامی اور تباہی تو یقیناً اس کا مقدر ہے۔ ہمارے لیے اصل سوال یہ ہے کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے۔ ’’حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں‘‘ کے مصداق کس کس بات کا ماتم کیا جائے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اب ہمارے پاس رونے دھونے اور بین کرنے کے سوا کچھ نہیں رہ گیا، ہم نے اِس خباثت بھرے نظام کو اپنایا اور اِس کی خباثت میں اپنی طرف سے مزید اضافہ کیا۔ طوالت کے خوف سے صرف ایک مثال پر کفایت کریں گے۔ دُنیا بھر میں اِس نظام میں بینک تاجروں اور صنعتکاروں کو قرضے دیتے ہیں جو مع سود بروقت بینکوں کو واپس کیے جاتے ہیں۔ شاذ کے درجے میں ڈیفالٹ کی صورت بھی پیدا ہوتی ہے جسے قانون کے بمطابق ڈیل کرلیا جاتا ہے۔ اِن ممالک میں اِس معاملے میں چھوٹے یا بڑے، سیاسی یا غیر سیاسی اور فوجی وغیر فوجی کا قطعی طور پر لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ لیکن ہمارا ’باوا آدم‘ ہی نرالا ہے۔ پاکستان میں اپنی پارٹی کی حکومت آجائے تو قرضے بینک سے لیے ہی اِس لیے جاتے ہیں کہ انہیں ہضم کرنا ہے۔ حکومت بدلنے پر اگر آپ بھی وفاداری بدل لیں تو کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ایوبی مارشل لاء سے قرضوں کا نشہ لگایا گیا اور ہم دلدل میں پھنستے چلے گئے۔ ہماری حماقت وجہالت کی انتہا یہ ہے کہ ہم اِس دلدل سے نکلنے کا طریقہ یہ سمجھتے ہیں کہ نشہ آور دوا میں اور اضافہ کردیا جائے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے لیے قرض اور اُن کا سود دینے کے لیے ہم اُن ہی سے مزید قرض حاصل کرتے ہیں گویا جو جال ہم پر بچھایا گیا اُس کے سوراخ ہم خود اپنے ہاتھوں سے مضبوط اور تنگ کرتے ہیں جس سے رہائی بظاہر ناممکن دکھائی دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں اِس باطل استحصالی نظام سے چھٹکارا حاصل کرنا ایسا ناممکن کیوں نظر آرہا ہے حالانکہ مسلمان کا ایمان ہے کہ باطل کا ظاہر مستحکم اور اندرون کھوکھلا ہوتا ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کا اپنا نظریہ، اُس کی سوچ اور فکر زمین میں دھنستی چلی جارہی ہے وہ آسمان کی طرف پرواز نہیں رکھتی اُس کی تمام تر توجہ وسائل اور اسباب پر ہے۔ مسبب الاسباب سے اُس نے اپنے تعلق کو اگر مکمل طور پر منقطع نہیں کیا تو انتہائی کمزور ضرور کرلیا ہے۔ اِس لیے طاقتور دشمن کا خوف اُس پر بُری طرح مسلط ہوگیا ہے وہ جان مال اور عزت واقتدار بچانے کے لیے رب ذوالجلال کی بجائے اِن دُنیوی خداؤں کے آگے جھک گیا ہے۔ قرآن مجید میں جب ہم پڑھتے ہیں کہ قومیں معجزات اور اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کو تسلیم نہیں کرتی تھیں اور راہِ حق اختیار نہیں کرتی تھیں تو ہمیں اُن کی حالت پر افسوس اور تعجب ہوتا ہے۔ آج جب انبیاء اور رسولوں کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کی رسالت تاقیامت ہے لیکن اللہ رب العزت اپنی نشانیاں تو آج کی دنیا کو بھی دکھا رہا ہے اور اپنی قوت کا اظہار آج بھی کر رہا ہے، کوئی دیکھنے والا آنکھ رکھتا ہو، کوئی سمجھنا چاہتا ہو تو سب کچھ ظاہر وباہر ہے۔ زیادہ دور نہیں جاتے اکیسویں صدی کے پہلے بیس سال میں وقوع پذیر ہونے والے دو واقعات پر غور کریں تو معجزہ بھی نظر آئے گا اور اللہ رب العزت کی قوت کا واضح اظہار بھی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک نظر آئے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کا وہ ترقی یافتہ انسان جو اپنے نقشِ پا چاند پر چھوڑ چکا ہے۔ مریخ اُس کے مختلف نوعیت کے تجربات کی زد میں ہے۔ سمندر کی تہہ ٹٹول کر ہیروں، موتیوں سے تو مالا مال ہو ہی رہا تھا، گیس اور تیل کی دولت سے بھی اپنے خزانے بھر رہا ہے۔ فضاؤں سے انرجی نچوڑ کر اپنی دُنیا روشن کر رہا ہے۔ زمین کا سینہ چیر کر بھی خزانے دریافت کر رہا ہے۔ یہ ترقی یافتہ دنیا زبانی اور اعلانیہ طور پر نہ سہی لیکن طرز کار اور طرزِ حیات سے اپنی خدائی کا اعلان کر رہی ہے۔ لیکن اس کی خدائی کی اصلیت یہ ہے کہ ایک ننھے منے وائرس نے جو عام دوربین سے بھی نظر نہیں آتا اُس نے ساری دُنیا کو پچھاڑ دیا ہے۔ ہر جگہ صفِ ماتم بچھی ہے اور ساری کائنات خدائی کے اِن جھوٹے دعوے داروں کی بے بسی پر قہقہہ زن ہے۔ سپریم پاور آف دی ورلڈ خاص طور پر اُس کا نشانہ بنی اور یہ ننھا وائرس سپریم پاور کے صدر کا تختہ اُلٹنے کی ایک وجہ بھی بن گیا۔ دوسرا واقعہ پاکستان کے پڑوس میں پیش آیا جب افغانستان میں مسبب الاسباب پر بھروسا کرنے والے افغان مجاہدین نے دُنیا بھر کی مدد سے حملہ آور ہونے والی امریکہ اور نیٹو کی افواج کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ لہٰذا اے مسلمانانِ پاکستان ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ اصل، دائمی اور لازوال قوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مسلمان کا ایمان پختہ ہو، اللہ پر مکمل بھروسا ہو تو یہ باطل نظام اور اُس کے اجارہ دار مومن کی قوت اور نظامِ حق کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوں گے۔ آج بھی اللہ اور رسول ﷺ کا عطا کردہ عادلانہ نظام اِس ظالم دنیا کو جنت نظیر بنا سکتا ہے لیکن اس کے لیے اسلام کے پیروکاروں کو تن من دھن کی بازی لگانا ہوگی اور پہلے باطل نظام کو زمین بوس کرنا ہوگا۔ بقولِ علامہ اقبال ؎

تا تہہ و بالا نہ گردد ایں نظام — دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

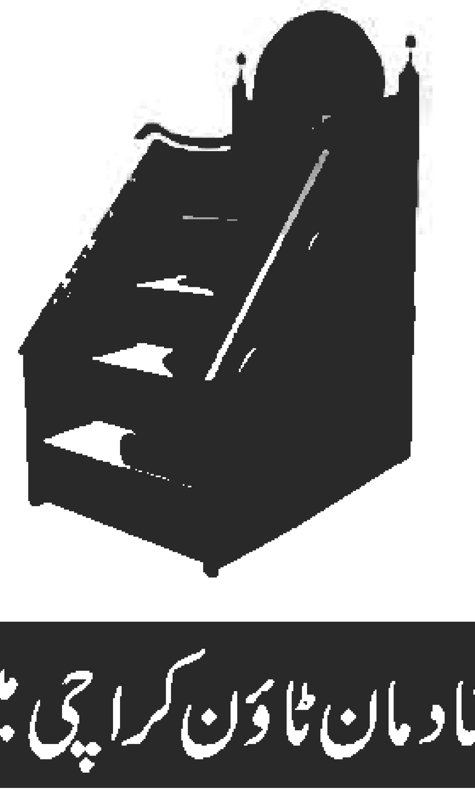

جنتی گھرانہ

(سورہ الطور کی آیات 21 تا 26 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 23 اکتوبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ الطور کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ پچھلے جمعہ کو اہل جنت کے بیان کا آغاز ہوا تھا جس میں اہل جنت کے لیے اللہ نے جو نعمتیں رکھی ہیں ان کا تذکرہ تھا۔ وہ بیان آج کی نشست میں جاری رہے گا۔ قرآن میں ہمیں انذار و تبشیر کا اسلوب جا بجا نظر آتا ہے۔ جہنم کا بیان اس لیے ہوتا ہے تاکہ ہم ڈریں اور اللہ کی ناراضگی سے بچیں، لیکن اس کے ساتھ جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ بھی آتا ہے تاکہ ہمارے دل میں اصل اور دائمی زندگی کے لیے شوق پیدا ہو اور ہم اس کے لیے تیاری اور جدوجہد کریں۔ آج ہم سورۃ الطور کی آیت 21 سے مطالعہ شروع کریں گے۔ اس آیت کا عنوان ہے: جنتی گھرانہ کیسا ہوگا؟ گویا یہ وہ آیت ہے جو ہمیں اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے ایک مشن کے طور پر سامنے رکھنی چاہیے کہ ہمارا گھرانہ ایسا ہونا چاہیے۔ آج دنیا کی سوچ یہ ہے کہ میرا اتنا بڑا فلیٹ ہونا چاہیے، میرے بچوں کی تعلیم اتنی ہونی چاہیے۔ لیکن ہمیں سوچنا چاہیے کہ دنیا میں ہمارا جتنا بڑا گھر ہو لیکن ہم نے آخر کار زمین کے نیچے جانا ہے۔ ہمارے ساتھ بڑا تو دور کی بات ہے چھوٹا گھر بھی وہاں نہیں جائے گا اور نہ وہاں کوئی دنیوی تعلیم جائے گی، نہ کوئی سرٹیفکیٹ جائے گا۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا
جب لاد چلے گا بنجارا

ہمارا گھرانہ کیسا ہو اور ہمارا کیا مشن ہو کہ ہم آخرت کے اصل گھر اور اصل زندگی میں کامیاب و کامران ٹھہریں؟ اس حوالے سے رہنمائی کے لیے یہ آیت بہت قیمتی ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ﴾ ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ، ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اس اولاد کو، اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔“ (الطور:21)

یعنی جنت میں داخلے کی پہلی شرط ایمان ہے۔ انسان کے جتنے بھی نیک اعمال ہوں، جتنے بھی خیر کے کام کرلے لیکن یہ سب اللہ کے ہاں تب ہی قبول ہوں گے جب یہ پہلی شرط پوری ہوگی۔ بظاہر کتنے ہی خیر کے اعمال ہوں، بڑی سے بڑی فاؤنڈیشن کیوں نہ بنی ہوئی ہو، بڑے سے بڑا سوشل ویلفیئر کا کام کیوں نہ ہو رہا ہو، دنیا میں اس کا کچھ صلہ مل جائے تو مل جائے لیکن اگر ایمان کی دولت نہیں ہے تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں اعمال کی قبولیت کی پہلی شرط ایمان ہے۔ اب اس حوالے سے مجھے اور آپ کو اپنے گھر والوں کی فکر کرنی ہے۔ جتنی ہمیں اپنے گھر والوں کو گرمی سردی، مشکلات، مصائب، پریشانیوں، خطرات سے بچانے کی فکر ہے اُس سے بڑھ کر ہمیں اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ ہم نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے ایمان کو محفوظ رکھنا ہے۔ یہ شرط لازم ہے۔

مرتب: ابوابراہیم

آیت کے دوسرے حصے میں جنت کے درجات کا ذکر ہے۔ جنت کے درجات تو بہت ہیں۔ ایک معروف حدیث ہے کہ قرآن پڑھنے والے کو کہا جائے گا قرآن پڑھنا شروع کرو، ایک ایک آیت پڑھتے جاؤ اور ایک ایک درجہ جنت کا چڑھتے جاؤ۔ تمہارا آخری مقام وہاں ہوگا جہاں تم آخری آیت تلاوت کرو گے۔ اب قرآن میں 6236 آیات تو ہیں۔ اس حساب سے حافظ قرآن کا جنت میں کیا مقام ہوگا۔ بہر حال جنت میں درجات تو بہت ہیں۔ کوئی اوپر ہوگا، کوئی ذرا نیچے ہوگا، کوئی وسط میں ہو گا، کوئی تھوڑا اور نیچے ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ ایک گھرانہ اللہ کے فضل سے جنت میں تو پہنچا، ایمان پر بھی تھا، خیر کے، نیکیوں کے اعمال بھی تھے لیکن بہر حال سب برابر نہ ہوں، کوئی درجہ میں اوپر ہوگا، کوئی درمیان میں ہوگا، کوئی تھوڑا نیچے ہوگا۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کچھ کمی نہیں کریں گے۔ تمام مفسرین نے فرمایا کہ اس کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ جو درجے میں نیچے ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو درجے میں بلند کر کے اپنے خاندان کے بلند درجے والوں سے ملا دے گا۔ اس میں اہل علم نے ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا کہ ماں باپ کی نیکی کا فائدہ اولاد کو بھی ہوتا ہے۔ سورۃ الکہف میں فرمایا:

﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ﴾ ”اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔“ (آیت:88)

جناب خضر اور موسیٰ علیہ السلام کے ایک ساتھ سفر کا مشہور واقعہ ہے جب اللہ کے حکم سے جناب خضر نے ایک گری ہوئی دیوار کو بغیر کسی اُجرت کے صحیح کر دیا تھا اور بعد میں بتایا تھا کہ وہاں یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا، اگر وہ دیوار گر جاتی اور خزانہ ظاہر ہو جاتا تو لوگ اُسے اُٹھا لیتے لہٰذا اللہ نے چاہا کہ خزانہ محفوظ رہے۔ یہاں قرآن نے الفاظ کیا استعمال کیے کہ ان بچوں کا والد نیک تھا۔ یعنی اللہ نے باپ کی نیکی کا فائدہ دنیا میں بھی دیا اور سورۃ الطور کی زیر مطالعہ آیت کو مدنظر رکھا جائے تو اہل علم نے لکھا کہ ماں باپ کی نیکی کا اجر اولاد کو بھی مل سکتا ہے۔ یعنی فائدہ اولاد کو

بھی مل سکتا ہے لیکن اس کے لیے کوالیفائی کرنے کی لازم شرط ایمان ہے۔ قرآن نے یہ مثالی گھرانے کا نقشہ پیش کیا ہے۔ کیا آج ہم میں سے کسی کو یہ فکر ہے کہ میری بیوی میرے ساتھ جنت میں ہو؟ میری اولاد میرے ساتھ جنت میں ہو؟ میرے والدین، میرے بہن بھائی میرے ساتھ جنت میں ہوں؟ ذرا غور فرمائیے! کیا آج یہ ہمارا اصل مسئلہ ہے؟ اللہ معاف کرے کہ جوان اولاد کس طرح ایدھی سنٹر میں اپنے والدین کو پھینک کر جاتی ہے۔ استغفر اللہ۔ کبھی دھتکار کر گھر سے نکال دیا جائے، کبھی بھائیوں کے درمیان نفرتوں کا معاملہ ہے۔ ہم نے کتنا عرصہ دنیا میں جینا ہے؟ آئے روز بچوں، بوڑھوں، جوانوں کو ہم دفن کرتے ہیں کل ہمیں بھی کوئی دفن کرے گا۔ لیکن کیا ہمارا یہ ٹارگٹ ہے؟ اللہ کی قسم اگر قرآن کی یہ آیات ہمارے ذہنوں میں ہوں اور اس کے مطابق ہمارا ٹارگٹ یہ ہو کہ اپنا پورا گھرانہ جنت میں ہونا چاہیے تو ہمارے گھروں کا نقشہ ہی بدل جائے۔ جھگڑے، فساد، ناراضگیاں، مسائل ختم ہو جائیں۔ سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آیت: 71) ’’اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، بدی سے روکتے ہیں۔‘‘

سورۃ الطور میں آگے فرمایا:

﴿كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾﴾ ’’ہر انسان اپنی کمائی کے عوض رہن ہوگا۔‘‘ (الطور)

ہمارے ہاں دنیا کے معاملات کچھ اس طرح چلتے ہیں کہ اگر کہیں سے قرضہ لیا جائے تو بطور ضمانت کوئی شے رہن رکھنا پڑتی ہے چاہے زیور ہو، یا مکان ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ زیور پھنسا ہوا ہے یا مکان پھنسا ہوا۔ جب تک قرض ادا نہیں کریں گے اس کو چھڑا نہیں سکتے۔ اسی طرح ہر انسان کلیتاً رہن میں پھنسا ہوا ہے۔ ایمان لانے کے بعد انسان ایمان کے تقاضوں پر عمل کرے گا تو وہ اپنی جان چھڑا پائے گا ورنہ ہر ایک کی جان جہنم کی طرف جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایمان کی مضبوطی بھی عطا فرمائے اور اس کے تقاضوں پر عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

آگے فرمایا:

﴿وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ ’’اور ہم انہیں دیے چلے جائیں گے پھل اور گوشت جس سے وہ چاہیں گے۔‘‘ (الطور)

جنت کے پھلوں کو دنیا کے پھلوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے پھل کچھ دیر پڑے رہیں تو گل سڑ جاتے ہیں، جو ایک موسم میں دستیاب ہوتے ہیں دوسرے موسم میں دستیاب نہیں ہوتے۔ جن کی قیمت اگر مارکیٹ میں زیادہ ہو جائے تو کئی لوگ خرید بھی نہیں پاتے۔ لیکن جنت کا معاملہ الگ ہے۔ پھل اس لیے کہا تا کہ انسان کے اندر شوق پیدا ہو اس لیے کہ وہ پھلوں کو پسند کرتا ہے لیکن جنت کے پھل کیسے ہوں گے اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وہ خاص گوشت ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے تیار کیا۔ ایک جگہ قرآن میں فرمایا:

﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾﴾ ’’اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں گے۔‘‘ (الواقعہ)

حضور ﷺ نے حوض کوثر کے حوالے سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر! اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا، دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اور بھی تفصیل آئی اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر! بڑے بڑے پرندے جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ اس سے پی رہے ہوں گے۔ سیدنا عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا مزے کر رہے ہوں گے وہ پرندے جو اس نہر کوثر سے پئیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے عمر! ذرا یہ سوچو جو جنتی ان پرندوں کا گوشت کھائیں گے وہ کتنے مزے کر رہے ہوں گے۔‘‘

ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، ان کی مہمان نوازی بڑی مشہور ہے۔ انہوں نے اپنے مہمانوں کے آگے بُھنا ہوا بچھڑے کا گوشت پیش کیا تھا۔ قرآن میں بار بار وہ قصہ آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہ! خلیل کا رب آج بھی جنت میں بچھڑے تیار کر رہا ہے، وہ بچھڑے آج بھی جنت میں چر رہے ہیں اور جب اللہ کے بندے جنت میں پہنچیں گے تو سلسبیل

پریس ریلیز 13 نومبر 2020ء

عالمی سطح پر گریٹ گیم میں گلگت بلتستان کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے

شجاع الدین شیخ

عالمی سطح پر گریٹ گیم میں گلگت بلتستان کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ یکم نومبر 1948ء کو جب گلگت سکاؤٹس نے ڈوگرہ راج کو شکست دے کر اپنی آزادی اور پاکستان سے الحاق کا اعلان کیا تو پاکستان کی اُس وقت کی حکومت ایک بہت بڑی غفلت اور نااہلی کی مرتکب ہوئی جب اُس نے عالمی اداروں کو گلگت کے پاکستان سے الحاق کی اطلاع دینے کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ لہٰذا گلگت کو کشمیر سے جوڑ کر متنازعہ علاقہ سمجھا جانے لگا حالانکہ وہ باقاعدہ پاکستان کا حصہ بنا تھا۔ پاکستان کی اِس غفلت سے بھارت نے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور گلگت بلتستان متنازعہ علاقہ سمجھا جانے لگا۔ آج جب پاکستان امریکی چُنگل سے نکل کر اپنے تعلقات چین سے مستحکم کر رہا ہے تو پاکستان اور چین کو زمینی طور پر ملانے والے واحد راستے گلگت بلتستان پر دشمن وار کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان نے اگرچہ گلگت بلتستان کو اب عبوری صوبہ کا قانونی درجہ دے دیا ہے لیکن حقیقت میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ وہاں کے لوگوں کے بنیادی مسائل حل کیے جائیں تا کہ اُنھیں پاکستان سے جڑنے کے فوائد مل سکیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حکمرانوں کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان کے تمام صوبوں کو باہم جوڑنے اور اُن میں باہم اخوت و محبت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ناگزیر ہے کیونکہ اسلام ہی ہماری واحد مشترک بنیاد ہے اِس دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر ہی ہم متحد بھی رہ سکتے ہیں اور مضبوط و مستحکم بھی ہو سکتے ہیں۔ عالمی سطح پر ہونے والی سازشوں اور جنگ میں بھارت جیسے ازلی دشمن کا مقابلہ صرف اِسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر بھروسا کریں اور نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

(خاص چشمہ) کا پانی بھی پیش ہوگا اور یہ جو بچھڑے چر رہے ہیں جنت میں اللہ ان کا گوشت جنتیوں کو پیش کرے گا۔ وہ کس قسم کا گوشت ہوگا اس کا تصور ہم دنیا میں نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جنت وہ ہے کہ جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھا، نہ کسی کان نے کبھی سنا، نہ کسی کے دل میں کبھی اس کا خیال بھی آیا ہوگا۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾﴾ ''اس میں وہ ایک دوسرے سے چھین رہے ہوں گے وہ جام جن (کے مشروب) میں نہ تو کوئی بے ہودگی ہوگی اور نہ ہی گناہ میں ڈالنے والی کوئی بات۔'' (الطور)

جام وہاں لبالب چھلک رہے ہوں گے لیکن وہ مشروب ایسا ہوگا کہ اس کو پی کر کسی کی زبان پر کوئی لغو بات نہیں آئے گی اور کوئی گناہ کی بات کا معاملہ نہ ہوگا۔ یہاں دنیا میں اللہ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس کو پی کر انسان کی عقل ماؤف ہوتی ہے، زبان آؤٹ آف کنٹرول ہوجاتی ہے، اخلاق کا بیڑہ غرق ہوجاتا ہے۔ اسی لیے دنیا میں اس کو ام الخبائث کہا گیا۔ یعنی ساری ناپاک اور گندی چیزوں کی جڑ اور بنیاد قرار دیا گیا۔ مگر آج دنیا میں جو بندے اللہ کی خاطر حرام کو چھوڑتے ہیں، نافرمانی کے کاموں کو چھوڑتے ہیں' اللہ کل وہاں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔ جنتی یہ مشروب پئیں گے اور آپس میں چھینا جھپٹی کریں گے۔ جب دوست یار مل بیٹھتے ہیں تو لطف اندوزی کا معاملہ ہوتا ہے۔ یہ لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا بلکہ یہ چھینا جھپٹی تو انسان کو ایک سرور دیتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾﴾ ''اور ان پر گردش میں رہیں گے نوجوان لڑکے ان کی خدمت کے لیے' وہ ایسے ہوں گے جیسے موتی ہوں غلافوں میں رکھے ہوئے۔'' (الطور)

سورۃ الدھر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر جنتی بادشاہ ہوگا اور بادشاہ کو جو پروٹوکول اور آسائشیں حاصل ہوتی ہیں وہ اپنی جگہ ہیں۔ جنت میں جنتی بادشاہوں کی طرح رہیں گے اور ان کو خدمت گار بھی حاصل ہوں گے۔ یہاں فرمایا کہ خدمت گار لڑکے ہوں گے۔ قرآن ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ ان خدمت گاروں کی خوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ گویا وہ چھپا کر رکھے گئے موتی ہوں۔ اگر خدمت گاروں کا حسن یہ ہوگا تو اہل جنت کے حسن کا عالم کیا ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾﴾ ''اور وہ (اہل جنت) ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے باہم سوال کریں گے۔'' (الطور)

جنت والوں کی آپس میں گفتگو بھی قرآن نقل کرتا ہے، اہل جہنم کی گفتگو بھی قرآن نقل کرتا ہے۔ جنت والے جہنم والوں سے ڈسکشن کریں گے، جہنم والے جنت والوں سے ڈسکشن کریں گے۔ یہ سارے نظارے قرآن میں بیان کیے گئے۔ آج دنیا میں ہم موبائل پر کوئی چیز اپ لوڈ کردیں پوری دنیا سن سکتی ہے تو اللہ کے لیے کیا مشکل ہے کہ جنت کی تمام تر وسعتوں کے باوجود اور جہنم کی تمام تر گہرائیوں کے باوجود وہ جنت والوں کو جہنم والوں کے نظارے دکھادے اور اہل جنت آپس میں گفتگو کریں۔

یہاں اہل جنت کے آپس میں کلام کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾﴾ ''وہ کہیں گے کہ ہم پہلے اپنے اہل وعیال میں ڈرتے ہوئے رہتے تھے۔'' (الطور)

وہ دنیا میں اس بات سے ڈرے ہوئے رہتے تھے کہ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، اللہ کے سامنے حاضری ہونی ہے۔ یہ جنت والوں کا جو ڈسکشن جنت میں ہوگا اللہ اپنے کلام میں مجھے اور آپ کو بتا رہا ہے۔ اس لیے کہ آج ہم یہ نقشے اپنے گھروں میں لانے کی کوشش کریں۔ معاف کیجیے گا کئی مرتبہ انسان گھر والوں کی وجہ سے مالِ حرام میں مبتلا ہوتا ہے، گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے، کئی مرتبہ انسان اس وجہ سے اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو توڑتا ہے، انتہائی معذرت اور ادب کے ساتھ کہ جب شادی بیاہ کا موقع آتا ہے تو لگتا ہے کہ مسلمان ہر شے سے فارغ ہوگیا ہے۔ اچھے بھلے ہمارے مسلمان بھائی جو نمازی ہیں، ان کی وضع قطع سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے لیکن شادی بیاہ کی محفلوں میں بے پردگی تو ہلکا لفظ ہے، ناچ گانے ہورہے ہیں۔ ان للہ وانا الیہ راجعون! اگر کوئی انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ تو کہتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اللہ کیا کہے گا؟ لہٰذا گھر والوں کی ہر جائز و ناجائز بات ماننا اور ان کی دنیا بنانے کے چکر میں آخرت کو برباد کرنا سب سے بڑا خسارہ ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ اصل میں خسارے میں رہنے والے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈالا قیامت کے دن۔'' (الزمر:15)

کیا آج ہمارے گھروں میں اللہ کے کلام کی بات ہورہی ہے؟ ماہ ربیع الاوّل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے، مبارک مہینہ ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ کا تذکرہ گھر میں ہے اور پورا سال اللہ کی کتاب کا تذکرہ گھر میں ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کا بیان گھر میں ہے؟ ان کی سیرت کا مطالعہ گھر میں ہے؟ کیا اس رخ پر گھروں میں آنے کی کوشش ہے؟ اور جو محمد رسول اللہ ﷺ کا مشن تھا، جو 23 برس کی محنت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کی تھی آج اس اُمتی کو اُس مشن سے کوئی نسبت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر مکی دور میں جو ظلم وتشدد ہوتا تھا' کیا آج ہمارے گھر والوں کو وہ یاد ہے؟ کیا طائف کی گلیاں یاد ہیں؟ کیا ہجرت کی راتیں یاد ہیں؟ اُحد کے ستر صحابہؓ یاد ہیں جو شہید کیے گئے؟ رسول اللہ ﷺ کا بہتا ہوا خون طائف کی گلیوں میں، رسول اللہ ﷺ کا بہتا ہوا خون احد کے میدان میں کیا آج ہمیں یاد ہے؟ آج ہمارے گھرانے کس رخ پر ہیں؟ آج اُمتیوں کا مقصد حیات کیا ہے؟ ہم کس رخ پر جارہے ہیں؟ ذرا غور تو کریں۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ پر درود پڑھتے ہیں، اللہ قبول فرمائے، اللہ کے رسول ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے، احادیث واضح ہیں۔ لیکن اگر ہماری حرکتیں وہاں پیش ہورہی ہوں تو کیا حضور ﷺ ناراض ہوں گے یا خوش ہوں گے؟ اور کل جب ہم اس اُمید کے ساتھ جائیں کہ حضور ﷺ کی شفاعت ملے، جام کوثر ملے لیکن جب ہمارا حضور ﷺ سے سامنا ہو اور حضور ﷺ پوچھیں کہ میری زندگی تمہارے سامنے تھی یا نہیں؟ میرے شب وروز تمہارے سامنے تھے کہ نہیں؟ میری سنتیں تمہیں کتنی محبوب تھیں؟ میرا رخ زندگی تمہیں کتنا محبوب تھا؟ میرا مشن تمہیں کتنا محبوب تھا؟ تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اللہ ہمیں خیر پر رکھے، ہماری اولاد کو خیر پر رکھے۔ پورے گھرانے کو خیر پر رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایمان کے بچانے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کی مضبوطی کی مزید ہمیں توفیق عطا فرمائے تاکہ کل روز محشر ہمیں حضور ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہو، جام کوثر بھی ملے اور ہمارے گھرانے میں سے کوئی جنت کے درجات میں اوپر نیچے ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے نیچے والے کو اوپر لا کر پورے گھرانے کو جنت میں جمع فرمادے۔ آمین!

((اللھم انا نسئلک جنۃ الفردوس)) ''اے اللہ! ہم تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔''

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

2

ان حالات کے پس منظر کے علاوہ علامہ اقبال کے اس کلام میں قربِ قیامت کے وقت کی نشانیوں کا رنگ غالب ہے نیز ایک حدیث مبارکہ (جو حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے اور مسند احمد میں ہے) کا اثر بھی حالاتِ حاضرہ کے تجزیے میں سرفہرست رکھنے کی چیز ہے۔ یہی وہ حدیث مبارکہ ہے جس کا تذکرہ علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الٰہ آباد (1930) میں کیا ہے اور چار ادوار گنوا کر پانچویں دور کے طرف اشارہ کیا ہے کہ مُلْكًا جَبْرِيًّا کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کو مسلم اکثریت کا علاقہ ملنا تقدیر مبرم ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ غلامی کے خاتمے کے بعد دوبارہ دورِ خلافت لایا جا سکے۔

دورِ نبوت کے بعد یہی دورِ خلافت کا برکتوں اور سعادتوں بھرا دور ہے جو تھوڑے عرصے میں ہی خاندانی بادشاہت اور ملوکیت میں بدل گیا یہ مُلْكًا عَاضًّا (کاٹ کھانے والے مسلمان حکمرانوں کا اقتدار) ہے، اس دور میں دورِ خلافت کے چمکتے اور ملکوتی اصولوں پر پردے ڈال دیے گئے تاکہ بادشاہوں کو ان پیمانوں سے نہ تولا جائے۔ علامہ اقبال کے الفاظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور اسی حدیث سے ماخوذ ہیں۔ حقیقتاً پاکستان ان اعلیٰ مقاصد کے لیے بنا تھا مگر پاکستان بنتے ہی وہ مغربی استعمار جو علامہ اقبال کو حج پر جانے سے باز رکھ رہا تھا، پاکستان میں اسلامی حکومت اور دورِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے عکس والا دورِ حکومت کب برداشت کر سکتا تھا۔ اسی لیے 1947ء سے آج 73 سال بعد بھی اسی مغربی صیہونی سامراج کا اقتدار چل رہا ہے۔ برطانوی استعمار نے عالمی اقتدار کے صیہونی منصوبوں کی امانت کی کنجیاں دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کے سپرد کر دی تھیں نتیجتاً ہماری یہ DARK AGE اب تک جاری ہے۔

اس تاریک دور کی سحر کب ہوگی؟ جب پاکستان میں علامہ اقبال کی تعلیمات کا دور دورہ ہوگا، بچے سکولوں میں علامہ اقبال کی نظمیں گائیں گے، مسلمان عوام محفلوں میں کلام اقبال پڑھیں اور پڑھائیں گے، پاکستان میں اسلامی تعلیمات پر مبنی خلافت کا نظام آئے گا جس سے سماجی مساوات، وسائل رزق کی منصفانہ تقسیم اور سیاست کے اسلامی اصولوں پر عمل درآمد کا دور دورہ ہوگا اور اللہ کی حاکمیت قائم ہوگی۔

بیا تا کارِ ایں امّت بسازیم
قمارِ زندگی مردانہ بازیم!
چناں نالیم اندر مسجدِ شہر
کہ دل در سینۂ مُلّا گدازیم! علامہ اقبال

حضورِ حق
(خدا کی بارگاہ میں)

خوش آں راہی کہ سامانے نگیرد
دلِ او پندِ یاراں کم پذیرد
بہ آہے سوز ناکش سینہ بکشاے
ز یک آہش غمِ صد سالہ میرد!

ترجمہ

(اللہ تعالیٰ کی معرفت اور 'حضوری' کی تلاش میں نکلنے والا) وہ مسافر بڑا خوش نصیب ہے جو سامان (سامانِ سفر) نہیں رکھتا۔ اس کا دل دوسرے (بظاہر ہم سفر) ساتھیوں کی نصیحتیں اور مصلحتیں بہت کم قبول کرتا ہے۔

(کبھی کبھی) اس کی ایک مایوسی بھری لمبی سانس (دوسرے مبتدی عاشقانِ جمال کے لیے بظاہر) تن میں آگ لگا دینے والی ہوتی ہے (اور کبھی کبھی) دیگر نو واردانِ سفر (اپنے سفر اور صلاحیتوں کے فرق کے مطابق آگے نہ بڑھ سکنے) کے لیے اس کی یہی آہ ایک طویل جدوجہد کے مصائب (صد سالہ نامرادیوں) کو بھسم کر دیتا ہے۔

تشریح

انسان کے اندر خودی (روحِ ربانی، ضمیر، اندر کا انسان، باطنی زندگی یا حیا یا CON-SCIENCE) زندہ ہو تو اپنے رب کو پہچاننے اور ملنے کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے اور ہر معقول (ذی عقل) انسان اپنی جسمانی ضروریات کی تکمیل کی طرح ان باطنی روحانی و وجدانی ضروریات کے حصول اور RETAIN کرنے کی کوشش کرتا ہے اس وجدانی سفر کا ہر تجربہ کار اور اس راستے کے نشیب و فراز سے واقف محوِ سفر انسان اپنے لیے دنیاوی ساز و سامان، عیش و عشرت و عہدہ و سیم و زر و اختیار و سلطنت و خدام و چشم کا اہتمام نہیں کرتا آج کی اصطلاح میں STATUS CONSCIOUS نہیں ہوتا اور صرف ناگزیر ضروریات کی فراہمی اور تکمیل پر صبر کرتا ہے۔ نو واردانِ راہِ حق میں کسی مبتدی مسافر کو ایسا رہنما یا قطب ستارہ (جس کو دیکھ کر مسافر سمتوں اور منازل کا اندازہ کرتے ہیں) مل جائے تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ ایسے مردِ حق کی خدمت میں وقت گزاری اور اس کی معیت میں سفر مسلسل رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے۔ کبھی اس کی ایک تن جلا دینے والی آہ سینوں میں نئے عزائم کو بیدار کرتی ہے اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور کبھی اس کی کسی دوسرے پر آہ طویل مایوسی کے غم کو ختم کر دیتی ہے اور انسان نئے جذبہ سے محوِ سفر ہو جاتا ہے۔

امریکہ کا اخلاقی زوال بہت پہلے شروع ہو چکا ہے، اب انتشار اس کے اقتصادی اور عسکری زوال کے دروازے بھی کھولے گا اور امریکہ اپنی سپریم پاور کی حیثیت برقرار نہیں رکھ سکے گا: ایوب بیگ مرزا

ڈیموکریٹس کے دور میں پاکستان کو بہت زیادہ ''ڈومور'' کی اندھی کھائی میں دھکیلا گیا اور زیادہ چانس یہی ہیں کہ اب دوبارہ بھی یہی کیا جائے گا: رضاء الحق

امریکی انتخابات اور پاکستان کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

[یہ پروگرام الیکشن کے نتائج آنے سے پہلے کا ہے۔]

سوال: امریکی الیکشن میں دھاندلی کے الزامات کے بعد امریکہ کی صدارت کا فیصلہ کھٹائی میں پڑتا ہوا نظر آرہا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے الیکشن میں اگرچہ کوئی حتمی فیصلہ ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ لیکن جو صورت حال ہے اس کے مطابق جو بائیڈن کی جیت اور ٹرمپ کی ہار یقینی نظر آرہی ہے۔ امریکہ کے موجودہ الیکشن میں چاہے جو بھی جیتے لیکن مجھے اب امریکہ کی قسمت میں بحران، ہنگامے اور ایسے نظارے نظر آرہے ہیں جو کسی مہذب ملک میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ امریکی انتخابات میں پہلے جو شفافیت ہوتی تھی وہ اب نہیں رہی۔ پھر یہ کہ اس سے پہلے جب بھی الیکشن ہوئے تو الیکشن میں ہارنے والا فوری نتائج تسلیم کر لیتا تھا اور جیتنے والے کو مبارکباد دیتا تھا۔ لیکن موجودہ الیکشن کی صورت حال شروع سے ہی متنازعہ ہے، خاص طور پر ٹرمپ نے اس کو زیادہ متنازعہ بنایا ہوا ہے۔ میری رائے میں اگر ٹرمپ ہارتا ہے تو ملک میں ہنگامے، فساد اور بدامنی کا معاملہ فوری طور پر ہوگا۔ لیکن اگر ٹرمپ جیت گیا اور جو بائیڈن ہار گیا تو فوری طور پر ہنگامے نہیں ہوں گے لیکن بعدازاں یعنی بالآخر امریکہ کا مقدر ہنگامے ہوگا۔ اس وقت تک امریکہ کا سپریم پاور کا امیج تو damage ہو چکا ہے اور اب اس نقصان میں مزید اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف چین اس کی جگہ لینے کے لیے تیار نظر آرہا ہے اور وہ قدم بقدم آگے بڑھ رہا ہے۔ روس بھی امریکہ کی طاقت کو توڑنے کے لیے بے چین ہے۔ لہٰذا اس الیکشن کا یہ نتیجہ لازمی نکلے گا کہ امریکہ کی شہنشائیت، عالمی سپرمیسی کو زوال آئے گا اور امریکہ کا جو خواب ہے کہ ہم اگلی صدی میں بھی سپریم پاور رہیں گے، اس کا یہ خواب چکنا چور ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ تاریخی طور پر دیکھیں تو ہر بڑی طاقتور قوم کا زوال اخلاقی زوال سے شروع ہوتا ہے، پھر اقتصادی زوال آتا ہے، پھر عسکری زوال آتا ہے۔ امریکہ کا اخلاقی زوال تو کافی عرصہ پہلے سے شروع ہو چکا ہے۔ اب اس کی تہذیب وتمدن کا زوال بھی شروع ہو چکا ہے جس کے اثرات یقینی طور پر اس کی اقتصادی اور عسکری قوت پر پڑیں گے جس کی وجہ سے وہ اپنی موجودہ صورت حال کسی طور بھی برقرار نہیں رکھ سکے گا۔

سوال: اگر امریکہ کا نیا صدر جو بائیڈن منتخب ہوتا ہے تو اس کے عالمی اور علاقائی سطح پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

رضاء الحق: اس حوالے سے ہمیں الیکشن سے پہلے کی صدارتی debates کا تجزیہ کرنا ہوگا۔ صدارتی الیکشن سے پہلے تین debates ہوتی ہیں، ان میں اُمیدواروں نے زیادہ تر ایک دوسرے کی کردار کشی پر وقت صرف کیا جو اخلاقی انحطاط کی بہت بڑی علامت ہے۔ کردار کشی کا آغاز تو ٹرمپ نے کیا تھا لیکن اس کی وجہ سے اب سارے سیاست دانوں کا اخلاق بگڑ چکا ہے۔ ٹرمپ کی غیر اخلاقی حرکات کی وجہ سے جو بائیڈن کو بھی وہی ٹون استعمال کرنا پڑی حالانکہ جو بائیڈن عام طور پر اس طرح کی ٹون استعمال نہیں کرتا۔ ان مباحث میں فارن پالیسی پر کوئی بات نہیں ہوئی البتہ ملک کے داخلی معاملات بالخصوص کرونا، ملکی معیشت اور سیاست کو زیر بحث لایا گیا۔ جو بائیڈن نے مختصر انداز میں مسلمانوں پر پابندیاں نرم کرنے کی بات کی لیکن یہ الیکشن سٹنٹ ہوتا ہے۔ ٹرمپ نے کہا کہ میرے دور میں امریکہ پہلے سے بہتر ہوا لیکن جو بائیڈن نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس کے دور میں فاشزم بڑھا، کرونا کی وبا کو ہینڈل نہیں کیا گیا۔ اگر ہم چالیس سالہ امریکی تاریخ کو دیکھیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ امریکہ کا صدر چاہے کسی بھی پارٹی سے ہو وہ پرو اسرائیل ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹرمپ اور جو بائیڈن پرو انڈین ہیں اور رہیں گے کیونکہ چین کے گھیراؤ کا منصوبہ پہلے سے چل رہا ہے اور جو بائیڈن کو اس پالیسی کا وسیع تر تجربہ ہے کیونکہ وہ اوبامہ کے دونوں ادوار میں نائب صدر رہا ہے۔ اسی طرح وہ افغانستان، عراق، شام اور لیبیا کے خلاف امریکی جنگی پالیسی کا بھی حصہ رہا ہے۔ اوباما کے دور میں 2016ء میں امریکہ کی ایشیا پیسفک سٹریٹیجی میں کہا گیا تھا کہ ایشیا میں ہمارا سب سے بڑا دشمن چین ہوگا اور سب سے بڑا دوست انڈیا ہوگا۔ پھر ٹرمپ کے دور میں 2018ء میں امریکہ نے نیشنل ڈیفنس پالیسی کا اعلان کیا تو اس میں بھی امریکہ نے یہی بات دوبارہ کی۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو ایک بات ہمارے حکمرانوں اور ہمارے اداروں کو ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ ڈیموکریٹس نے ہمارے فائدے کے لیے کوئی کام نہیں کرنا۔ ٹرمپ کی طرف سے جو ایڈیشنل پریشر آتا تھا وہ افغان امن پراسس کے حوالے سے تھا، اس میں ہم نے کچھ کام بھی کیا۔ لیکن ڈیموکریٹس خاص طور پر جو بائیڈن قسم کے لوگ جو پرو نیو کانز لابی سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ تر جنگوں میں ملوث رہتے ہیں۔ جتنے

زیادہ اوبامہ نے اپنے ہاتھ خون سے رنگے ہیں اتنے کسی اور صدر نے نہیں رنگے۔ چاہے اس نے سب جنگیں شروع نہیں کیں لیکن ان جنگوں کو تسلسل دیا۔ ڈیموکریٹس کے دور میں پاکستان کو بہت زیادہ ''ڈومور'' کی اندھی کھائی میں دھکیلا گیا اور زیادہ چانس یہی ہے کہ اب دوبارہ بھی یہی کیا جائے گا۔ اگر خدانخواستہ امریکہ یہ کہہ کر افغان امن پراسس سے پیچھے ہٹتا ہے کہ یہ ٹرمپ نے کیا تھا یا کوئی دوسرا بہانہ بنا کر وہ امن معاہدے سے پیچھے ہٹتے ہیں تو پھر افغانستان میں بھی حالات خراب ہوں گے اور پھر پاکستان پر پہلے سے زیادہ ''ڈومور'' کا پریشر آئے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پاکستان کو افغانستان میں زبردستی امریکی جنگ میں دھکیلنے کی کوشش کی جائے کیونکہ پینٹاگون کی بہت زیادہ مرضی اس میں شامل نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ جب تک امریکی صدارتی امیدوار پرو اسرائیل نہ ہوں وہ صدارتی اُمیدوار بن ہی نہیں سکتے۔ ہمیشہ دونوں اُمیدوار پرو اسرائیل ہوتے ہیں لیکن پھر ان میں تھوڑا سا فرق کیا جاتا ہے۔ میں اس وقت اسرائیل اور پینٹاگون کے درمیان پریفرنس کے حوالے سے تھوڑی سی کشمکش دیکھ رہا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں اُمیدوار پرو اسرائیل ہیں، دونوں عالم اسلام کے دشمن ہیں اور دونوں انڈیا کے حامی ہیں لیکن اس وقت امریکن اسٹیبلشمنٹ جو بائیڈن کے لیے زور لگا رہی ہے۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں پھر امریکن الیکشن بھی انجینئرڈ ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: انجینئرڈ تو نہیں کہہ سکتے ہیں لیکن آج کل deep state کا لفظ بہت استعمال ہو رہا ہے اور جتنی واضح یو ایس deep state ہے دنیا میں کوئی اور نہیں ہوگی اور جتنا پینٹاگون اپنی مداخلت اور اثرات حکومتی امور میں رکھتا ہے شاید ہی کہیں اور ایسا ہو لیکن فرق یہ ہے کہ ان کا ایک طریقہ کار اور پالیسی واضح ہے، اس پالیسی کے حوالے سے وہ ایک دوسرے کو برداشت کر لیتے ہیں۔ ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں پینٹاگون کچھ چاہتا تھا اور وائٹ ہاؤس اس کے برعکس کچھ چاہتا تھا لیکن دونوں میں سے کسی ایک کی مانی گئی۔ البتہ زیادہ تر پینٹاگون کی مانی جاتی ہے اور اکثر وائٹ ہاؤس کو سرنڈر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پھر وائٹ ہاؤس دنیا کو یہ ظاہر نہیں ہونے دیتا کہ میری مرضی نہیں چلی۔ یعنی وہ اپنا اندرونی اختلاف منظر عام پر نہیں لاتے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ ٹرمپ کے مقابلے میں جو بائیڈن کے دور میں پاکستان کے معاملے میں امریکی پالیسی زیادہ سخت ہوگی۔ البتہ افغان امن پراسس کے معاملے میں امریکہ کے لیے پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ پیچھے ہٹ کر نیٹو اور اپنی افواج کو واپس تو نہیں بلا سکتے۔ البتہ امریکہ اس عمل میں لیت ولعل سے کام لے گا۔ اوبامہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں ہے، افغان معاملے میں ہمیں مذاکرات کی میز پر آنا پڑے گا۔ ان مذاکرات میں امریکہ نے ہر مرحلے پر کمپرومائز کیا ہے اور ہر قدم پر انہیں کمپرومائز کرنا پڑا ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ جو بائیڈن کچھ بھی کر لے افغانستان سے اس کو فوجیں نکالنی پڑیں گی۔ یہ بات بالکل

> جو بائیڈن زبانی طور پر مسلمانوں کے ساتھ نرمی دکھائے گا لیکن عملی طور پر وہ مسلمانوں کے لیے زیادہ سخت ثابت ہوگا۔

درست ہے کہ جو بائیڈن جب نائب صدر تھا تو اس نے امریکہ کو جنگوں میں زیادہ الجھایا ہے لیکن اس کے مقابلے میں ٹرمپ نے امریکہ کو جنگوں سے نکالا ہے۔ کیونکہ وہ ایک تاجر ہے اس لیے اس کا زیادہ فوکس امریکہ کی معیشت پر تھا۔ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس نے امریکہ کی اقتصادیات کو بہتر کیا ہے، اس کے دور میں امریکہ کا معاشی زوال رکا ہے اور داخلی طور پر ٹرمپ کی پالیسیوں کو پسند کیا گیا ہے۔ البتہ اس کا انداز، رویہ، اخلاق ایک پڑھے لکھے اور باشعور شہری کے لیے ناپسندیدہ تھا۔ کیونکہ جس طرح کا اس کے پاس ایک باوقار عہدہ تھا اس طرح اس نے اس عہدے کو حیثیت نہیں دی بلکہ اس نے اس عہدے کو مٹی میں رول دیا۔ اس کے مقابلے میں جو بائیڈن زبانی طور پر مسلمانوں کے ساتھ نرمی دکھائے گا لیکن عملی طور پر وہ مسلمانوں کے لیے زیادہ سخت ثابت ہوگا۔

سوال: جو بائیڈن کے صدر بننے سے اب پاکستان کی معیشت اور سیاست پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: ویسے کچھ عرصے سے پاکستان امریکہ سے پیچھے ہٹ گیا ہے اور اب امریکی پالیسیاں اس طرح سے اثر انداز نہیں ہو رہیں جس طرح سے آج سے پانچ سات سال پہلے ہوتی تھیں۔ امریکہ نے تسلیم کیا تھا کہ ہم نے پاکستان کے ساتھ مشترکہ جنگی مشقوں کو ختم کیا تھا اس کا امریکہ کو نقصان ہوا ہے۔ ان مشقوں میں کچھ نہیں ہوتا تھا سوائے اس کے کہ وہ ہمارے فوجیوں کے ساتھ تعلقات بناتے تھے اور ان تعلقات کو پھر وہ استعمال کرتے تھے۔ تو اب وہ دوستی نہ رہی جس کی وجہ سے امریکی پاکستان میں اپنا اثرورسوخ بھی کھوتے چلے گئے۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ وہ پاکستان کو کوئی بہت بڑا نقصان پہنچا سکیں گے لیکن بہرحال IMF، ورلڈ بنک اور FATF میں امریکہ موجود ہے، یہ ساری چیزیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ لہٰذا وہ اب ان کے ذریعے مزید ہمیں تنگ کریں گے اور زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

سوال: امریکہ خود کو انسانی حقوق اور جمہوریت کا علمبردار قرار دیتا ہے۔ آپ کی رائے میں کیا اس کا طرزِ عمل اور اُس کی پالیسیاں اِس کی تصدیق کرتی ہیں؟

رضاء الحق: اس کی پالیسیاں اس کے دعوؤں کی بالکل تصدیق نہیں کرتیں اور موجودہ الیکشن میں تو بالکل کھل کر یہ بات سامنے آ گئی۔ ایک تو ان کا انتخابی عمل بہت زیادہ سکروٹنی کے اندر آیا ہے۔ ان کے اپنے اخبارات کے مطابق 3 نومبر 2020ء ایک ایسا الیکشن ڈے تھا جو کہ باقاعدہ میدان جنگ میں بدل گیا۔ ٹرمپ کے الزامات، جو بائیڈن کی باتیں، پھر امریکی عوام کا احتجاج اور اسلحہ خریدنا باقاعدہ ایک سول وار کا ماحول بناتا ہے۔ اس کے ساتھ ان کا انتخابی عمل بھی اتنا اُلجھا ہوا ہے کہ لگتا ہی نہیں کہ یہ کوئی جمہوریت ہے۔ پورے امریکہ میں صرف 538 لوگ مل کر صدر کو منتخب کریں گے اور دونوں اُمیدواروں کی الیکشن مہم پر چودہ بلین ڈالر خرچ کیے گئے۔ نیویارک ٹائمز، واشنگٹن پوسٹ اور سٹیٹسمین نے 4 نومبر کو یہ سرخیاں لگائیں کہ ہمارا جمہوری پراسس بوسیدہ ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے ہماری تہذیب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ انہوں نے صاف لکھا کہ یہ انتخابی عمل ہمارے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن چکا ہے۔ ان سارے تحفظات کے باوجود امریکی عوام کا ٹرن آؤٹ شاندار رہا۔ امریکن سوسائٹی اب بہت زیادہ پولورائز ہو چکی ہے کہ وہاں اب لوگ ایک دوسرے کے خلاف کھل کر سامنے آ رہے ہیں بلکہ ہتھیار لے کر سامنے آ رہے ہیں۔ یعنی وہاں انتہا پسندی بہت عروج پہ ہے۔ اسی طرح انسانی حقوق کے حوالے سے

امریکہ کا ریکارڈ دیکھیں تو پچھلے کچھ عرصے سے وہ دوسرے ممالک میں بہت زیادہ قتل و غارت گری وار کرائمز میں ملوث رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کے اوپر اس نے بہت زیادہ معاشی اور سوشل انجینئرنگ کے پروگرامز مسلط کیے رکھے۔ لیکن خود امریکی عوام پر امریکہ کا ظلم و ستم جس طرح بڑھ رہا ہے اس کے چرچے بھی سامنے آنے لگے ہیں۔ امریکی پولیس سیاہ فاموں کے ساتھ باقاعدہ امتیازی سلوک کر رہی ہے۔ وہاں عوام کے لیے جو بھی منافع بخش کام ہوتے تھے وہ ختم کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح دیگر کئی تبدیلیاں بھی ایسی آئی ہیں جن کی بدولت یہ کہا جا رہا ہے کہ امریکہ انسانی حقوق اور جمہوریت دونوں سطحوں پر بری طرح فلاپ ہوا ہے۔

سوال: کیا امریکہ کا نیا صدر سی پیک اور BRI کے راستے میں رکاوٹ اور ''چائنہ گھیراؤ'' کی پالیسی جاری رکھے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت زمینی حقائق یہ ہیں کہ چین دعویٰ کر رہا ہے کہ امریکہ کی سپرمیسی ختم ہو چکی ہے۔ یہ اگر درست نہیں بھی ہے لیکن بہرحال امریکہ کی سپرمیسی کو چین چیلنج ضرور کر رہا ہے۔ اگر غور کریں تو امریکہ اور چین کی حقیقی قوت کا انحصار اقتصادی ترقی پر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ پر قرضے بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی تک وہ اقتصادی طور پر بہت مضبوط ہے۔ چین نے تو اپنی تمام تر توجہ اپنی اقتصادی ترقی پر رکھی ہوئی ہے۔ چین بالکل نہیں چاہتا تھا کہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک سے جنگ کرے۔ مثال کے طور پر تائیوان کے مسئلے کو اس نے زندہ رکھا ہوا ہے حالانکہ وہ ون چین کا قائل ہے لیکن کسی امریکی نے چینی سے پوچھا کہ آپ تائیوان کے مسئلے پر کتنی دیر تک صبر کریں گے تو چینی نے کہا کہ سو سال تک کریں گے۔ بہرحال چین نے اپنی اقتصادیات کو مزید ترقی دینے کے لیے اور امریکہ کو گرانے کے لیے ایک منصوبہ بنایا کہ چین کو سی پیک اور بی آر آئی منصوبہ کے ذریعے تمام دنیا سے جوڑ دیا جائے اور اس کی تجارت دنیا کے ہر ملک سے انتہائی آسان اور انتہائی چھوٹے راستوں سے ہو جائے جس کے نتیجہ میں وہ ایک مہا اقتصادی جن بننے والا ہے۔ یہ چیز امریکہ نے محسوس کر لی کہ اگر اس کا راستہ کھلا چھوڑ دیا گیا اور یوں چین اقتصادی ترقی کرتا چلا گیا تو امریکہ کے زوال میں تیزی سے اضافہ ہوگا۔ چنانچہ امریکہ نے چین کے منصوبے کو روکنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرنے شروع کر دیے۔ چنانچہ اب دونوں ملک اس اقتصادی میدان میں آمنے سامنے آ چکے ہیں۔ چین سمجھتا ہے کہ وہ سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں کی کامیابی سے دنیا پر اپنا معاشی تسلط قائم کرلے گا اور امریکہ سمجھتا ہے کہ اگر چین ان منصوبوں میں کامیاب ہو گیا تو اسے چین کے آگے جھکنا پڑ جائے گا۔ لہٰذا اب دونوں ملکوں کے درمیان بڑا تصادم نظر آ رہا ہے۔ اگرچہ چین نے ہمیشہ جنگ سے بچنے کی کوشش کی ہے لیکن اب وہ بھی جنگ کے لیے تیار لگتا ہے۔ اس وقت بھارت اور چین کے درمیان جو جھڑپ چل رہی ہے وہ اصل میں امریکہ اور چین کی جنگ ہے۔ بھارت بیچارہ ویسے ہی درمیان میں سینڈوچ بنا ہوا ہے۔ اگر بھارت نے چین سے لداخ والے علاقے واپس لینے کی کوشش کی تو ایک کھلی جنگ کا خطرہ بڑھ جائے گا جس کے نتائج انتہائی خوفناک ہوں گے۔

سوال: جنوبی ایشیا میں کشیدگی اور جنگی ماحول پیدا کرنے میں اسرائیل کا کیا کردار ہے اور اس کے اہداف کیا ہیں؟

رضاء الحق: اسرائیل کا اصل منصوبہ تو گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ اس کے لیے اس نے بہت ساری جنگیں امریکہ کے ذریعے کروائیں اور اپنے راستے کی رکاوٹیں دور کروائیں۔ جہاں جنگ کی ضرورت نہیں تھی وہاں وہ ڈیل کے ذریعے مختلف ملکوں کو اپنے ساتھ شامل کر رہا ہے۔ ہیں۔ ان میں عرب اور افریقی ممالک شامل ہیں۔ اس وقت ارض مقدس پر ان کا قبضہ کافی مستحکم ہو چکا ہے یعنی یروشلم اور اس کے اردگرد کے علاقے وغیرہ اسرائیل میں شامل ہیں۔ اسرائیل کی معاشی، سیاسی، معاشرتی اور عسکری طاقت بہت مضبوط ہو چکی ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ڈرونز بیچنے والا اسرائیل بن چکا ہوا ہے۔ انہوں نے پچھلے سال دنیا میں 6.8 بلین ڈالر کی دفاعی چیزیں بیچی ہیں جو بہت بڑی تعداد ہے۔ یعنی اسرائیل ہر اعتبار سے اس وقت دنیا میں جن بن چکا ہوا ہے۔ امریکہ کا تمام معاشی نظام یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح اسرائیل نے پراکسیز کے ذریعے اپنے مفادات حاصل کیے اور اب انڈیا بھی اسرائیل کا پراکسی بنتا جا رہا ہے۔ انڈیا کو صرف امریکہ استعمال نہیں کرتا بلکہ اس کو اسرائیل بھی استعمال کرتا ہے۔ اسرائیل کے انڈیا کے ساتھ دفاعی معاہدوں کی تاریخ کافی پرانی ہے اور اب یہ معاہدے بہت کھلے عام ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ پاکستان اسرائیل کے عزائم کے لیے مستقبل میں ایک خطرہ ہے اس لیے وہ انڈیا کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیل اور انڈیا کا آپس میں تعاون پرانا اور فطری نوعیت کا ہے لیکن جیسے جیسے اسرائیل اپنے عزائم میں آگے بڑھتا جا رہا ہے اس کا انڈیا کے تعاون بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ اسرائیل اور انڈیا آپس میں ٹیکنالوجی اور دفاعی نظام شیئر کریں گے۔ یعنی اسرائیل کا ہمارے خطے میں بالواسطہ بھی رول ہے اور اب بلاواسطہ رول بھی سامنے آ رہا ہے۔

سوال: PDM اور خاص طور پر مسلم لیگ نون فوج کو تنقید کا نشانہ کیوں بنا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے شمالی مغربی حصے میں پہلے پختون تحفظ موومنٹ (PTM) بنی تھی جس نے فوج کے خلاف ایک مہم شروع کی جس کے نعرے سامنے آ چکے ہیں کہ یہ جو دہشت گردی ہے اس کے پیچھے وردی ہے۔ وغیرہ۔ ان کی دشمنی کا معاملہ نائن الیون سے چل رہا ہے کیونکہ ان کا موقف یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد ہم پر اپنی فوج نے بمباری کی، ہم پر ظلم و ستم ہوا وغیرہ وغیرہ۔ جس کے نتیجے میں وہ لگاتار 20 سال سے فوج کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جہاں تک پی ڈی ایم کا تعلق ہے تو اس میں صرف مسلم لیگ نون فوج پر تنقید کر رہی ہے حالانکہ کچھ عرصہ پہلے مسلم لیگ نون کے صدر میاں نواز شریف نے مسلم لیگی قیادت کو لندن بلا کر سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ جنرل قمر جاوید باجوہ کی مدت ملازمت میں توسیع کی حمایت کریں کیونکہ نون لیگ کی حمایت کے بغیر باجوہ کو توسیع نہیں مل سکتی تھی۔ یعنی ایک طرف نون لیگ نے باجوہ کو پوری طرح سپورٹ کیا پھر جب زبیر عمر کے آرمی چیف کے ساتھ مذاکرات کامیاب نہ ہو سکے تو 20 ستمبر کی اے پی سی میں میاں نواز شریف ایک دم فوج کے خلاف بولنے لگے۔ بہرحال ہم سب پاکستانی ہیں، جب ہندوستان یا دشمن کا معاملہ آئے تو ہمیں ایک ہو کر مقابلہ کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ ہم ریاست کو کمزور کرنا شروع کر دیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کا ایک اہم انٹرویو

صحافی نعیم جاوید

تنظیم اسلامی پاکستان ممتاز اور معروف اسلامی اور قرآنی سکالر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قائم کردہ جماعت ہے جو ملک میں خلافت راشدہ جیسے نظام کے قیام کی خواہاں ہے۔ تنظیم اسلامی کی خاص خوبی یہ ہے کہ وہ مروجہ مسلکی امتیازات و شناخت کی بجائے دین اسلام کے آفاقی اصولوں پر یقین رکھتی ہے اور ملک میں نظام کی تبدیلی کے لیے رائج الوقت انتخابی طریقہ کار سے الگ رہتے ہوئے انقلابی طریقہ کار پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رسول انقلاب کا طریق انقلاب کے لائحہ عمل پر گامزن ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے بانی امیر کی حیثیت سے تنظیم اسلامی کے بنیادی کردار اور شرکاء تنظیم اسلامی کی انقلابی تربیت پر عرق ریزی سے کام کیا تا آنکہ اپنے بڑھاپے اور صحت کے دیگر عوارضی و مسائل کے سبب امارت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوکر بعداز مشاورت یہ ذمہ داری رفیق تنظیم حافظ عاکف سعید کے سپرد کر دی۔ انہوں نے 18 برس سے زائد مدت تک تنظیم اسلامی کی امارت کی ذمہ داری ادا کی، بعدازاں اپنی جسمانی صحت کے مسائل کی بنا پر امارت تنظیم سے معذرت کر لی۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت نے کراچی سے تعلق رکھنے والے تنظیم کے سرگرم اور فعال رہنما شجاع الدین شیخ کو تیسرے امیر کی حیثیت سے ذمہ داری پر فائز کر دیا۔ تنظیم اسلامی کے نئے امیر کے بارے میں قارئین ''مشرق'' کی آگاہی کے لیے ہم نے نعیم اختر عدنان کی وساطت سے یہ انٹرویو ترتیب دیا، یہ انٹرویو لاہور کے ایک گیسٹ ہاؤس میں لیا گیا جہاں موصوف قیام پذیر تھے۔ تنظیم اسلامی کے نئے امیر کی زندگی کے مختلف گوشوں کے حوالے سے نہایت مفید اور دلچسپ گفتگو آپ کی نذر کی جا رہی ہے۔

سوال: اپنی ابتدائی اور تعلیمی زندگی کے بارے میں کچھ تفصیل بیان فرمائیں۔

جواب: انٹرویو کی صنف میں صاحب انٹرویو کی ابتدائی زندگی کا کھوج لگانا صحافتی ٹرینڈ سا بن گیا ہے۔ بہر حال آپ نے پوچھا ہے تو عرض کیے دیتا ہوں۔ میری پیدائش کراچی ہی میں 1974ء کو ہوئی، بچپن میں کرکٹ کا شوق تھا۔ مقامی گورنمنٹ سکول سے میٹرک 1991ء میں کیا۔ بعدازاں آئی کام، بی کام کی تکمیل کی۔ دادا اور والد محترم دونوں کسٹم میں آفیسر تھے اور الحمدللہ انتہائی دیانت و امانت داری سے رزق حلال کی بھرپور کوشش کی جس کی برکت سے پورا گھریلو ماحول بہت ہی بابرکت رہا۔ بعض رشتہ داروں کی تحریک و رہنمائی سے امریکن کلچر سنٹر سے انگریزی زبان میں خصوصی مہارت کا حصول ممکن ہوا تو ساتھ ہی عربی زبان کو بھی سیکھا۔ بعدازاں اعلیٰ تعلیم کے لیے چارٹرڈ اکاؤنٹینسی کی فیلڈ اپنائی اور باقاعدہ ایک لیڈنگ فرم سے 1998ء سے 2001ء کے عرصہ میں اکاؤنٹینسی کی ٹریننگ حاصل کی۔ محلے کے چند بزرگوں کی دینی رہنمائی اور ذاتی شوق سے 92-1991ء کے دوران ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے براہ راست دروس قرآن سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار صاحب سے خطبات خلافت کے موضوع پر کی گئی تقاریر بھی سنیں جس سے ذہنی افق میں مزید وسعت اور گہرائی و یکسوئی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اسی دوران 1998ء میں تنظیم اسلامی میں باقاعدہ شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ دینی و فکری سفر کے راستے میں ایک سنگ میل رجوع الی القرآن کو اس میں شمولیت تھی جو کہ قرآن اکیڈمی کراچی میں 2001ء میں منعقد ہوا تھا۔

سوال: تنظیم اسلامی کا نظام کیسے کام کرتا ہے؟

جواب: آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ جب سے امارات کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے اس نوعیت کا یہ پہلا سوال ہے جو آپ نے کیا لہٰذا وضاحت ضروری ہے۔ میرا ذریعہ معاش ''دی علم فاؤنڈیشن'' ایک ٹرسٹی ادارہ کے ذریعے سے جڑا ہوا ہے وہاں میں پروگرام ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کر رہا ہوں جبکہ تنظیم اسلامی میں امیر کے منصب پر فائز شخص کوئی تنخواہ یا مالی منفعت نہیں لے سکتا۔ دعوتی و تنظیمی دوروں کے لیے سفر خرچ اور اس کی کوئی سہولت تو مل جاتی ہے۔ میں نے تنظیم اسلامی کے مرکزی امیر کی ذمہ داری سے پہلے تمام ذیلی سطحوں پر تنظیم کے نظم کے تحت ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔ تنظیم اسلامی کا بنیادی اور ابتدائی یونٹ اسرہ کہلاتا ہے جن کے ذمہ دار کو نقیب اسرہ کہا جاتا ہے۔ اس کے اوپر مقامی تنظیم کا نظم ہے کئی تنظیموں کے مجموعے پر ''حلقہ'' وجود میں آتا ہے یوں ان تمام مراحل سے میں گزر چکا ہوں۔ تنظیم کے اکثر رہنما رضاکارانہ بنیادوں پر کام کرتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کا نظام مالیات بڑا صاف اور شفاف ہے اس کا اندرونی آڈٹ بھی ہوتا ہے اور اس کے بیرونی آڈٹ کا بھی اہتمام ہوتا ہے البتہ دفاتر میں کام کرنے والے کل وقتی اور جز وقتی کارکنوں کو گورنمنٹ کے طے شدہ سکیل کے مطابق معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

سوال: موجودہ حکومت کی کارکردگی سے کس حد تک مطمئن ہیں اور وزیر اعظم عمران خان کو کوئی مشورہ دینا چاہیں گے؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے ساتھ سیدھا نہ کیا تو کچھ بھی درست نہیں ہوسکتا، کافروں کے لیے یہ شرط نہیں ہے لیکن مسلمانوں کے لیے دنیا میں یہی اصول کار فرما رہے گا کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری امداد فرمائے گا۔ اس ضمن میں ماضی کی حکومتوں کی طرح کوئی پیش رفت نہیں کی جا رہی۔ جب سے پاکستان نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے بڑے پیمانے پر سودی قرضے لینے شروع کیے ہماری معاشی حالت کا بیڑا غرق ہو گیا۔ حکومت اگر بیرونی سود کو فی الحال ختم نہیں کر سکی تو اندرون ملک اداروں، کارپوریشنوں اور صوبوں اور مرکز کی سطح پر تو سود کا فوری خاتمہ ہونا چاہیے۔ سودی نظام کی نحوست سے عوام کی زندگی عذاب بن چکی ہے، بے روزگاری اور

روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی اس سودی معیشت ہی کا تحفہ ہے۔

عمران خان نے اقتدار میں آنے سے قبل ملک وقوم کو آگے لے جانے کے لیے بڑے دعوے کیے مگر عمل کچھ بھی نہیں ہے۔ قرضوں کا بوجھ پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے، مہنگائی میں دوگنا اور چار گنا اضافہ ہوگیا ہے اور گرانی رکنے کا نام نہیں لے رہی۔ ان کے دور میں مولانا سمیع الحقؒ جیسے لوگ شہید کیے گئے اور مجرم لا پتہ، مولانا عادل کو شہید کر دیا گیا۔ اس حوالے سے بھی عوام کی طرح ہمیں بھی مایوسی ہے۔ سودی نظام کے خاتمے کے بغیر ملک کے معاشی حالات میں تبدیلی یا بہتری نہیں لائی جاسکتی۔ سودی نظام شیطانی چکر ہے جس کا خاتمہ ضروری ہے۔ پاکستان کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، اس کی فوج بھی مسلمان ہے، اس کی پولیس بھی مسلمان ہے، اس کی بیوروکریسی بھی مسلمان ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سربلندی کی بجائے زوال کی طرف محوسفر ہیں۔ ہمیں ہر سطح پر اللہ کی مدد ونصرت کی ضرورت ہے۔ اللہ کی مدد اسلامی قوانین کو نافذ کرنے ہی سے مل سکتی ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوال: کشمیر اور فلسطین کے حوالے سے بحیثیت امیر تنظیم اسلامی آپ کا کیا موقف ہے؟

جواب: بانی پاکستان قائداعظم نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے دوٹوک انداز میں فرمایا تھا اگر اسرائیل نے فلسطین میں گڑبڑ کی تو پاکستان اس کی مزاحمت کرے گا مگر افسوس پاکستان سمیت پوری ملت اسلامی کی سیاسی قیادت نے فلسطینی مسلمانوں کے حق کو فراموش کر دیا یہی معاملہ کشمیر کا ہے، فلسطین بھی ہمارا اور کشمیر بھی ہمارا ہے۔ اللہ نے امت مسلمہ کو بہترین وسائل مہیا کیے ہیں۔ خود پاکستان ایٹمی صلاحیت کا حامل اور میزائل ٹیکنالوجی سے لیس ملک ہے، بہترین فوج ہے، اسلامی جذبہ سے سرشار عوام ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسرائیل اور بھارت سے دوٹوک انداز میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جائے۔ مسلمانوں پر ہونے والے ظلم سے ان کو روکنے کے لیے فوجی قوت کا استعمال بھی کیا جانا چاہیے۔ ایٹمی اسلحہ، میزائل صلاحیت کو کام میں لانا ہوگا، زندہ قوموں کی طرح جینے کا سلیقہ اپنانا ہوگا۔

❁❁❁

طریق کوہکن میں بھی......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

فرانس کے خلاف احتجاج مسلسل جاری ہے۔ اس دوران پوری دنیا متجسس، امریکی انتخابات کے نتیجے پر گوش برآواز کئے بیٹھی تھی کہ گلوبل ولیج میں (ڈیموکریٹ کی انتخابی علامت) گدھا رینکنے کی آواز نے فیصلہ سنا دیا۔ ریپبلیکن ہاتھی بلبلاتا لوٹ گیا۔ مسلمانوں کی بھی خوب رہی۔ وہ پہلے اوباما باراک حسین کے نام سے اسلام کشید کرتے ساری امیدیں اس سے باندھ بیٹھے تھے۔ اوباما نے بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کو شاخِ زیتون (امن کی علامت) کی پیش کش کی تھی۔ اپنے اقتدار میں آنے پر مسلمانوں سے پہلے خطاب میں کہا تھا: 'مسلم دنیا کے لیے ہم آگے کی سمت ایک نئی راہ کے متلاشی ہیں، جس کی بنیاد باہمی مفادات اور باہمی احترام پر ہوگی۔' ترک پارلیمنٹ میں کھڑے ہوکر کہا تھا: 'امریکہ اسلام کے ساتھ حالتِ جنگ میں نہ آج ہے اور نہ کبھی آئندہ ہوگا۔' ایسی ہی گفتگو دو ماہ بعد مصر میں کی۔ اوباما نے وعدہ کیا تھا کہ عراق اور افغانستان سے فوجیں نکالے گا۔ فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت کرے گا۔ گوانتاموکا متنازعہ فوجی عقوبت خانہ بند کرے گا۔ ایسے بیانات سے اس نے بہت سے مسلمانوں کے دل جیت لیے۔ مگر عملاً کیا ہوا؟

2009ء میں ذمہ داری سنبھالنے کے بعد پینٹا گون کی سفارش پر 17 ہزار مزید فوج بھیجنا قبول کیا اور 2010ء تک یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ہوگئی۔ جنوری 2017ء میں صدارت کی دو باریاں بھگتا کر وائٹ ہاؤس چھوڑتے اوباما کے حوالے سے وائس آف امریکہ نیوز کی ایک رپورٹ کہتی ہے: وہی مسلم پبلک جو 8 سال پہلے نہایت پُرجوش تھی (اوباما بارے)، آج بلند بانگ وعدے ٹوٹنے پر مایوس ہے۔ العربیہ نیوز چینل کے ایک معروف تجزیہ کار ہشام میلہم نے 'قاہرہ ریویو' میں لکھا: میں نے کسی امریکی صدر اور اس کی پالیسیوں کے حوالے سے، اس خطے کے عام شہری اور بڑی شخصیات میں یکساں طور پر اتنی مایوسی خطے کے عوام میں نہیں دیکھی، جتنی اوباما پر ہوئی!

یہ طویل یاد دہانیاں یوں ضروری ہیں کہ مسلمان ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں امریکہ، مغرب سے خوش فہمیوں کے شیرے میں لپٹی گلاب جامن، اس گلے کھانے کو، ایسے مواقع پر۔ یاد رہے کہ جو بائیڈن اسی صدر اوباما کے ہمراہ نائب صدر رہے، مذکورہ بالا کہہ مکرنیوں کے شریک کار۔ اب نیٹ پر بائیڈن کی جون 2020ء کی مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر رواں ہے، جس میں نہایت احترام کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک اسلامی آداب کے ساتھ لے کر وہ حدیث کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ انتخابی تقریر مسلم ووٹ لینے کے لیے تھی۔ سو یاد رکھیے کہ صدر گورا ہو یا سیاہ فام، مغربی جمہوریت کا رنگ ہمارے حق میں سیاہ ہی رہا ہے۔ یہ تقسیم کار ہے مسلمانوں کو روحانی چرکے لگانے کا زیادہ کام یورپ کے ذمے رہا۔ علاقائی تقسیم بھی استعماری دور کی طرح موجود ہے۔ مثلاً افریقہ میں وسائل کی لوٹ مار اور جنگ بازی، مسلمانوں کی گردن دبوچنا فرانس کے ذمے ہے۔

یہ جو ٹرمپ ایک ٹرم کے لیے آنے دیا گیا یہ بلاسبب نہ تھا۔ طے شدہ ہی ہوا کرتا ہے سب۔ ہم نے خود پہنایا ہے شاہی کو جمہوری لباس کے وزن پر یہ مسٹر اول جلول آنے دیئے گئے جو کسی سنجیدہ، بالغ نظر، مدبر امریکی سیاستدان کے بس کے نہ تھے۔ گریٹر اسرائیل کی طرف جو پیش قدمی اس ٹرم میں ہوئی اس کی رفتار دیدنی ہے۔ امریکی سفارتخانے کی یروشلم منتقلی۔ گولان پر اسرائیلی قبضے کو جائز قرار دیا۔ مغربی کنارے پر اسرائیلی بستیاں بسانے کو بین الاقوامی قوانین کے مطابق قرار دیا۔ امریکہ کے مربیانہ مشفقانہ سائے تلے امارات، بحرین اور سوڈان سے اسرائیل کے تیز رفتار معاہدے، ٹرمپ کا دورِ صدارت ختم ہونے سے پہلے پہلے کروا دیئے گئے۔ سعودی عرب اور امارات کو تہذیبی تباہی کی راہ پر ڈالے جانے میں ٹرمپ اور ان کے یہودی داماد کشنر کی شبانہ روز محنتوں کا حصہ

پوشیدہ امر نہیں۔ امارات میں تو اب کیا نہیں ہوگا! غیر شادی شدہ جوڑوں کے ساتھ رہنے کی اجازت کا قانون، شراب خریدنے پینے کی اجازت کا قانون اور احتیاطاً غیرت کے نام پر قتل یا (کسی اور طرح) اظہارِ غیرت جرم قرار دے دیا گیا۔ غیرت بگھارنا ممنوع ہوگیا۔ روشن خیالی نے برج خلیفہ پر جھنڈے گاڑ دیئے۔ میرے اسلام کو اب قصۂ ماضی سمجھو! اس رفتار پر یہ سب کسی نارمل امریکی صدر کے لیے کہاں ممکن تھا۔ فلسطین کسی حال میں ہے؟ قدس کی آئے دن بے حرمتی، اسرائیلی فوجیوں کے حملے، وادیٔ اردن میں پورے گاؤں کے گھر بلڈوز، ایک ماہ میں 169 گرفتار۔ ہم ان خبروں کے اتنے عادی ہیں کہ کان پر جوں نہیں رینگتی۔ بائیڈن سے کسی انقلاب کی توقع عبث ہے۔ صرف انداز بدلے گا۔ طریق بائیڈن میں بھی وہی حیلے ہیں ٹرمپی، رہے گا۔ اللہ کی بے آواز لاٹھی بنا کورونا پچھلی ساری حدیں پار کر گیا ہے۔ ایک لاکھ 26 ہزار سے زائد کیسز ایک دن میں ہوئے لگاتار تیسرے دن بھی۔ دنیا کی آبادی کا 4.3 فی صد امریکہ ہے۔ مگر کورونا کیس 20 فی صد سے زیادہ ہیں پوری دنیا کے 5 کروڑ میں سے۔ اتنی ہی تیزی سے اموات بھی بڑھ رہی ہیں۔ اب تک 2 لاکھ 37 ہزار اموات ہو چکیں۔ کل متاثرین کی تعداد ایک کروڑ کو چھو رہی ہے۔

یاد رہے کہ 25 مارچ 2020ء (دی انٹرسیپٹ۔ لی فانگ) میں صدر ٹرمپ کی کابینہ کے ہفتہ وار بائیبل سٹڈی گروپ میں ان کے پادری نے اس وبا کو خدا کا عذاب بتلایا تھا۔ اس گروپ کے شرکاء میں سیکرٹری سٹیٹ پومپیو، ہاؤسنگ وشہری تعمیر و ترقی کے وزیر بین کارسن، وزیر تعلیم بیٹسی ڈیواس اور وزیر صحت ایلکس آذر بدھ کی صبح شامل ہوتے ہیں۔ کارسن اور آذر کورونا ٹاسک فورس کے ممبران بھی ہیں۔ نائب صدر مائیک پنس بھی اس گروپ سے منسلک ہیں۔ اسی طرح کا ایک اور سٹڈی گروپ ہر منگل اور جمعرات کو ہوتا ہے جس میں 52 قانون دان شریک ہوتے ہیں۔ وبا کی وجہ ڈرولنگر (پادری) نے بجرمردار والے رجحانات کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسے لوگ ہماری حکومت میں، نظام تعلیم، میڈیا اور انٹرٹینمنٹ صنعت کے اونچے مناصب تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہی قوم پر اللہ کا غضب ٹوٹنے کی بنیادی وجہ ہیں۔ (کیا ایسا ایمانی تربیت کا اہتمام ہماری کابینہ میں کبھی ہوا، رہا؟ اسی مغرب کے لیے ہم مسلم شناخت چھپاتے اور ماڈریٹ یعنی سیکولر بن کر دکھاتے ہیں۔)

یہ درمیان میں آن وارد ہونے والے امریکی انتخابی نتائج کا اہم واقعہ تھا۔ جو عالمی حالات پر گہرے اثرات کا حامل ہے۔ اس سے صرفِ نظر کر کے ہم تفہیم مغرب کے اس باب میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خلل دماغ کی بہت سی نشانیوں کے باوجود مذہبیت کی یہ جھلک عجب ہے! دیوانہ بکارِ خود ہوشیار! امریکی ریاست اور سیاست کے ستونوں کا بائیبل کے اجتماعی مطالعے میں یوں شریک ہونا، ٹرمپ جیسے صدر کے ہوتے ہوئے! ٹرمپ کی مذہبیت کا اندازہ تو گریٹر اسرائیل کی تکمیل میں اپنے یہودی داماد کے ہمراہ سر جوڑ کر مقاصد کے حصول کے لیے دن رات ایک کرنے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ یوں بش کی صدارت میں وائٹ ہاؤس کے پورے عملے کا صبح بائیبل سے دن کے آغاز کے پہلے (موجودہ صلیبی جنگ کا آغاز) دور سے لے کر آج تک یہ تسلسل جاری ہے۔ یروشلم میں امریکی سفارتخانے کی منتقلی کے موقع پر امریکی وفد کی مذہبی وارفتگی، جذباتی وابستگی کا برملا اظہار اس تقریب میں دیدنی اور تاریخی تھا۔ دجالی ایجنڈوں کی تکمیل کا یہ سفر ہاتھی کی سواری کرے یا گدھے کی (ریپبلکن ہو یا ڈیموکریٹ) یکساں طور پر ہم زبانی کا حامل ہے۔ یاد رہے کہ ڈیموکریٹ ہیلری کلنٹن کا داماد بھی کشنر کی طرح یہودی ہے۔ یہودی بچوں کے یہ دونوں ننھیال آپ کے سامنے ہیں امریکی صدارتی ایوانوں میں۔

مغرب میں یہودیوں سے ظلم (ہولوکاسٹ کے عنوان سے) اور بے انصافی کو بڑے سلیقے سے ان کی نفسیات میں احساس جرم بنا کر سمو دیا گیا ہے۔ اسرائیل پرستی اب اس کے ازالے کے لیے جاری و ساری ہے۔ تاہم اس سے کئی گنا زیادہ قہر وظلم مسلمانوں پر ڈھانے کے باوجود شرمساری کی ادنیٰ ترین پرچھائی انہیں چھو کر نہیں گزرتی۔ وہاں ہولوکاسٹ پر زبان کھولنا شرمناک جرم ہے لیکن مسلمانوں کے خلاف تمام مذہبی علامتوں اور جذبات و احساسات کو مجروح کرنا بلا استثناء پورے مغرب کا یکساں خاصا ہے۔ دجالی ایجنڈوں کے تحت امریکہ میں ڈیموکریٹس کا نیا دور گلوبل ولیج کے لیے پرانے سے مختلف ہونے کی توقع عبث ہے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(31 اکتوبر تا 6 نومبر 2020ء)

ہفتہ (31 اکتوبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ ظہر سے قبل اسلام آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں سے راجہ اصغر کو لے کر رات 07:45 بجے بیروٹ پہنچے، مسجد میں رفقاء واحباب موجود تھے۔ درس قرآن مجید ہوا۔ رات 12:00 بجے تک چند رفقاء سے گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔

اتوار (یکم نومبر 2020ء) کو صبح دھیر کوٹ کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں حلقہ آزاد کشمیر کے اجتماع میں رفقاء سے بیعت مسنونہ لی۔ سوال وجواب کا سیشن ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ نماز ظہر سے قبل ظہرانے سے فارغ ہوئے۔ ظہر کے بعد رفقاء نے احباب کو مدعو کر رکھا تھا ان سے ملاقات وگفتگو رہی۔ دوران سفر مظفر آباد جاتے ہوئے عصر سے مغرب بیرون پاکستان کے کچھ رفقاء سے آن لائن رابطہ رہا۔ بعد نماز مغرب طاہر سلیم مغل صاحب تشریف لے آئے۔ وہ ایک دن علالت کی بنا پر ہسپتال رہے۔ ان سے ان کی والدہ مرحومہ کے حوالہ سے تعزیت کی۔ رات مظفر آباد قیام رہا۔

پیر (02 نومبر 2020ء) کی صبح اسلام آباد آگئے۔ دو پہر کو کراچی واپسی ہوئی۔

منگل، بدھ وجمعرات (03، 04 و 05 نومبر 2020ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ سالانہ اجتماع کے حوالے سے پیغام ریکارڈ کروایا۔ بدھ کو نگران انجمن کی حیثیت میں انجمن سندھ کی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔ انجینئر سید نعمان اختر کو عبوری طور پر انجمن کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ جمعرات کو پریس کلب کے ارکان کے ساتھ میٹنگ کی۔ ان کے ساتھ ظہرانے میں شرکت کی۔ پھر پریس کلب کے لوگوں سے ملاقات کی۔ ان کے سامنے تنظیم کی دعوت پیش کی۔ سوال وجواب بھی ہوئے۔ انجینئر سید نعمان اختر، عارف جمال فیاضی اور سید محمد سلمان بھی موجود تھے۔ تنظیم کی طرف سے پریس کلب کے صدر اور دیگر اراکین کو بانی محترمؒ کی کتابوں کا سیٹ پیش کیا گیا۔

جمعہ (06 نومبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں خطاب جمعہ ہوا۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔

استقامت و عالی ہمتی

محمد آصف احسان

ہر انسان کی زندگی کیفیات و واقعات کی اونچ نیچ اور زمانے کی گردش سے عبارت ہے۔ دنیا مثالی ہوتی اگر اس پر اپنوں کی بے وفائی، انتشار کی اذیت، دشمنوں کی خوشی، شکست کی شرمندگی، غربت کی پریشانی اورنحوست کی ہیبت کا پرچھاواں نہ پڑتا۔ کیا خوب تھا احسان وکرم کی گھٹا جھومتی اور عالم اسباب کی تمام تلخیوں کو اپنے بہاؤ کی نذر کرتی۔ بہار کو ثبات، راحت کو قرار اور وفا کو بدلہ ملتا اگر دشت سوس کی افتادہ اور بے نام گھاٹیوں کے دامن میں الفت ومحبت کا دھیما مگر طرب انگیز زمزمہ سارے جہاں کی کلفتوں سے بے پروادم بدم جاری رہتا۔

ہر قسم کی حمد و برتری رب تبارک وتعالیٰ کو زیبا ہے جس کے اختیار کی رسائی مستحکم اور جمال کا کمال بے بدل ہے۔ اس کم زور اور درماندہ فقیر نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے اسے نہیں پہچانا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کریم نے مجھے اپنی ذات کی محبت و معرفت عطا فرمائی، میرے سارے ارادے ٹوٹ گئے۔

میں نے لوگوں کی مختلف حالتوں پر نظر دوڑائی تو ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر وحکمت کے ساتھ ہر شخص کی آزمائش کرتے ہیں۔ کسی کو جہالت و نادانی اور فسق ونفاق میں مبتلا کرتے ہیں اور کسی کو علم وفراست اور زہد وخلوص دے کر پرکھتے ہیں۔ کسی کو بانجھ ومفلس رکھتے ہیں اور کسی کو اولاد و دولت کی فراوانی سے جانچتے ہیں۔ کسی کو طویل اور ناآسودہ خواہشات کی تکمیل کا خوگر بناتے ہیں اور کسی کے دل کو اللہ رب العالمین اپنی محبت میں گرفتار کرتے ہیں۔ غرض کہ ہر شخص اپنے ایمان کی مضبوطی یا ناتوانی کے مطابق امتحان گاہ میں ہے۔

امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ احسان و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو دنیا میں اس (کے گناہوں) کا مواخذہ کرتے ہیں اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ برائی اور شر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہوں (کی سزا) کو روزِ محشر تک موقوف کرتے ہیں۔ جب اللہ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔

(جامع الترمذی:2396)

مزید برآں آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کی آزمائش سب سے شدید ہوتی ہے پھر اس کی جو (ایمان کے اعتبار سے) ان کے قریب تر ہو۔ انسان کو اس کے دین (کی مضبوطی) کے لحاظ سے پرکھا جاتا ہے۔ اگر اس کا دین مضبوط ہوتا ہے تو اس کی آزمائش سخت تر ہوتی ہے اور اگر اس کے ایمان اور دین میں کمزوری ہوتی ہے تو اس کی آزمائش بھی خفیف ہوتی ہے۔ (رواہ الترمذی)

عزیز القدر! مصائب و آلام کا اولوالعزمی سے سامنا کرنا اور مالک حقیقی جل شانہ کی اطاعت پر فتنوں کے باوجود ثابت قدم رہنا آسان نہیں۔ ہر شخص استقامت و بلند ہمتی سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔ جب کرب و بلا کا دھارا رواں ہو تو اپنے ایمان و دین کو سینت رکھیں اور اللہ کی بلند پایہ ذات پر اس طرح توکل کریں کہ آزمائش کے لمحات صبر و شکر کے مدھر سجدوں میں ڈھل جائیں۔ تصور کریں اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے ایمان کو جانچ رہے ہیں کیونکہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کا دل بھی اس کی محبت کے نور سے منور اور کیف وسرور سے سرشار ہے۔ اگر آپ کی طبیعت ہمہ وقت ذکر الٰہی سے مانوس ہو چکی ہے اور حضرت واجب الوجود کی محبت و معرفت آپ کے دل و دماغ میں سرایت کر چکی ہے تو آفات و مصائب کی سختی آپ کا ان شاء اللہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ایک دل میں رب ذوالجلال والاکرام کی محبت اور دنیا کے عارضی رنج وغم اکٹھے نہیں رہتے۔ تسلی رکھیں!

محسن انسانیت علیہ الصلاۃ والسلام کفار کی اذیتوں اور تکلیفوں کو مکمل استقامت و عالی ہمتی سے جھیلتے تھے۔ آپؐ نے کبھی ترش روئی یا جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ طائف کا واقعہ یاد کریں جب وہاں کے اوباش آپؐ پر ہتک آمیز انداز میں آوازے کس رہے اور پتھر برسا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ (میرے خون کا ہر قطرہ آپؐ کی حرمت وعظمت پر قربان) کا بدن لہو سے تر بتر تھا۔ آپؐ زخموں سے چور اور کفار کے طرز عمل پر کبیدہ خاطر تھے۔ جبریل علیہ السلام کی معیت میں پہاڑوں کے فرشتے نے آپؐ سے کہا: حکم دیں تو اہل طائف کو پہاڑوں کے درمیان کچل ڈالوں۔ صفحۂ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ ہادی عالم کے دل میں سکون اور آپؐ کی زبان پر سکوت تھا۔ اس حالت میں بھی ایذا دینے والوں سے درگزر کیا۔

مجھے تاریخی کتابوں اور واقعات سے والہانہ لگاؤ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسلامی تاریخ کے صفحات مسلمانوں کے اندرونی انتشار، حکومتوں کے زوال اور طوائف الملوکی کی دل خراش حکایتوں سے لب ریز ہیں۔ تاتاریوں کی غارت گری اور سقوط بغداد نے اسلامی دنیا کی شان وشوکت کا بھرکس نکال دیا تھا۔ مسجدوں کو مسمار اور کتب خانوں کو جلا دیا گیا تھا۔ فقہاء ومحدثین نے ان کٹھن اور نامساعد حالات میں بھی اپنے عزم وارادہ کو بلند رکھا اور مکمل خلوص قلب کے ساتھ اپنے آپ کو تحقیق وتصنیف اور دعوت وتبلیغ سے وابستہ رکھا۔ اسی دور میں چشم عالم نے شیخ الاسلام تقی الدین ابن دقیق العید، امام علاؤالدین الباجی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام شمس الدین الذھبی، حافظ ابن قیم الجوزیہ، حافظ ابن کثیر، امام نووی اور ابوحیان النحوی رحمہم اللہ کے اصولی مباحث اور علمی کمالات کا مشاہدہ کیا۔ غور کریں کہ یہ بلند حوصلہ افراد حالات کی خرابی اور معاشرے کے انتشار کے باوجود اپنے کام میں مگن رہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عہد میں نادر شاہ نے دہلی پر چڑھائی کی اور مغلیہ سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہندوستان میں ہر طرف بدنظمی، فساد اور لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ان پراگندہ اور دگرگوں حالات میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی دو معرکہ آرا کتابیں حجۃ اللہ البالغۃ اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، تحریر کی تھیں؟

میرے مکرم! جب انسان بارش برسنے کی دعا کرتا ہے تو اس کو کیچڑ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ روش درست نہیں کہ آپ اللہ رب العالمین کی محبت ونزدیکی کی تمنا بھی کریں اور رنج ومحن پر دل بھی چھوڑ دیں۔ بلا ومصیبت کے وقت بلند حوصلگی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں۔ جنت (جو رحمٰن ورحیم کی خوشنودی کا مقام ہے) کی راہ خارزار ہے، اطلس وکمخواب سے آراستہ پیراستہ نہیں۔

یہ دورِ ستمگار

عبدالمالک مضطر

''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!
اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے!''

ہر سمت سے یلغار ہے، طوفان بپا ہے ۔ ظلم و ستم و جور و جفا کرب و بلا ہے
ہر لب پہ ہی فریاد ہے اور آہ و بکا ہے ۔ گرداب میں امت کا ہر اک فرد گھرا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

پایا ہے جواب ہم نے یہ اک دورِ ستم گار ۔ ہے ہم کو مٹانے کو جو اب درپئے آزار
ہر ایک سے ہم جاں کی اماں کے ہیں طلبگار ۔ مشکل نظر آتے ہیں مگر بچنے کے آثار
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

اس دورِ ستمگار کی ہے بات نرالی ۔ طرزِ ستم و طرحِ جفا ہے نئی ڈالی
تحریر میں، تقریر میں، افکار ہیں عالی ۔ پُر امن، سکوں، چین، یہ ہے خام خیالی
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

جو نقشۂ تعمیرِ جہاں تجھ سے تھا پایا ۔ تاویل کے پردوں میں اسے ہم نے چھپایا
ریشم کا غلافِ حسنِ عقیدت سے چڑھایا ۔ تقدیس کے طاقوں میں اسے خوب سجایا
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

کہنے کو تو اک نسخۂ اکسیر ہے اس میں ۔ ہر درد کا درماں ہے یہ، تریاق ہے جس میں
پر حسنِ طلب آج نظر آتا ہے کس میں ۔ دیکھا نہ کبھی بھول کے، کیا لکھا ہے اس میں
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

اک خوابِ گراں بار و خنک تاب میں کھو کر ۔ غفلت میں پڑے عمر گنواتے رہے سو کر
ماضی کو کبھی یاد تو کر لیتے ہیں رو کر ۔ دشمن بنے اپنے مگر، اغیار کے ہو کر
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

دنیا میں مکافاتِ عمل کا ہی چلن ہے ۔ ملت تو کرم خوردہ کتابوں میں دفن ہے
اک لاشۂ بے جان ہے، بے گور و کفن ہے ۔ ہر سُو ستم و جور ہے اور رنج و محن ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

تا حدِ نظر سایہ نہیں، دھوپ کڑی ہے ۔ کوسوں کی مسافت کی مہم سر پہ کھڑی ہے
ہر راہ میں، ہر موڑ پہ، سولی سی گڑی ہے ۔ اور ہم ہیں کہ ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

جو حال ہے امت کا وہ سب پر ہی عیاں ہے ۔ سسکی کی صدا ہے، کہیں آہوں کا دھواں ہے
ماؤں کے تڑپنے کا تو دلدوز سماں ہے ۔ بچوں کا بلکنا بھی بھلا کس سے نہاں ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

سنگ پاشی ہے، دشنام ہے اور طعنہ زنی ہے ۔ سینے میں اترتی ہوئی نیزے کی انی ہے
ہر ایک مسلمان کی اب جاں پہ بنی ہے ۔ پھر کفر میں، ایمان میں، اک بار ٹھنی ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

للہ ذرا سوچیں تو، اک لمحے کو، اک بار ۔ سب زاغ و زغن ہم پہ جھپٹنے کو ہیں تیار
ہر سمت سے اعداء نے کری مل کے ہے یلغار ۔ حلقوم پہ کرنے لگے بڑھ بڑھ کے سبھی وار
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

نقارے پہ میدان میں پھر چوٹ پڑی ہے ۔ اب کفر کی سب فوج ہی تیار کھڑی ہے
صدیوں سے ہے، پر آج کی یہ جنگ کڑی ہے ۔ ایمان کے دعوے کو پرکھنے کی گھڑی ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

اک موجۂ خونناب ہے، اک سَیلِ بلا ہے ۔ اک معرکہ پھر سے حق و باطل میں بپا ہے
اک سمت حرم، دَیر مقابل میں کھڑا ہے ۔ ہے کفر مبارز طلب، ہنگامِ وغا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

یہ سَیلِ بلا خیز مچائے گا تباہی ۔ تاریخ نے اس بات کی خود دی ہے گواہی
کمزور کا خوں، اس کے مقدر کی سیاہی ۔ شمشیر بکف ہو تو ہے تائیدِ الٰہی
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

اب عالَمِ سکرات ہے، بس جاں کنی ہے ۔ اللہ کا جو نام لے، گردن زدنی ہے
مومن پہ ہر اک سمت سے تلوار تنی ہے ۔ ایماں جو سلامت رکھے، قسمت کا دھنی ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

لگتا ہے کہ بس یہ ہی قیامت کی گھڑی ہے ۔ ہر دل میں، ہر اک سینے میں، اک پھانس گڑی ہے
امت دمِ آخر پہ ہے، دَم سادھے پڑی ہے ۔ بکھرے ہوئے دانوں کی یہ اک ٹوٹی لڑی ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

غیروں کے ستم ہیں، کہیں اپنوں کی جفا ہے ۔ اسلام پہ ہر ایک ہی اب ہرزہ سرا ہے
تحقیر ہے، تضحیک ہے، سب کچھ ہی روا ہے ۔ اک جرمِ ضعیفی کی یہ امت کو سزا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

ہے ذات تری اب ہدفِ تیشۂ اغیار ۔ ہم مصلحتِ وقت میں لیکن ہیں گرفتار
کم ہی تری حرمت پہ ہیں مر مٹنے کو تیار ۔ الفت کے بہت دعوے ہیں، الفاظ کی بھرمار
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

ہے آج ہمیں ایک مسیحا کوئی درکار ۔ پھر دستِ کلیمی میں عصا ہو سرِ دربار
طاغوت کو کر دے کوئی مبہوت پھر اک بار ۔ پھر تیرے غلاموں کو ملے رفعتِ کردار
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

فرقوں کے نمائندے ہیں سب منبر و محراب ۔ تکفیر کے فتوے، کہیں زندیق کے القاب
ہیں سوچ پہ پہرے تو ہیں بند فکر کے ابواب ۔ موجود تباہی کے ہیں گویا سبھی اسباب
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!''

اک جامِ خودی پھر سے پلا دے ہمیں ساقیؐ ۔ شاید ہو کوئی جوہر قابل ابھی باقی
ہوں دور دلوں کے سبھی امراضِ نفاقی ۔ جاگیں عرب و ہند و عجم، ترک، عراقی

''اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے!
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے!''

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

12 ستمبر، 2020ء کو سہ ماہی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اس اجتماع میں تقریباً 150 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

اجتماع کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک مختصر ترجمہ سے ہوا، جس کی سعادت پشاور غربی کے رفیق محترم انعام الحق سعید نے حاصل کی۔ درسِ حدیث کی ذمہ داری پشاور شہر کے رفیق محترم عرفان اللہ نے ادا کی۔

امیر حلقہ نے امیر محترم کو اپنی اور تمام شرکاء کی جانب سے خوش آمدید کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت محترم فضلِ باسط نے ''اسلام کا نظامِ خلافت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں نظام خلافت کے بارے میں 13 نکات کا ذکر کیا۔

بعد نمازِ مغرب امیر محترم نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور سوالات کے جوابات دیے۔ اس کے بعد بالمشافہ بیعت کا مرحلہ شروع ہوا۔ پہلے ملتزم رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد مبتدی رفقاء نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بیعتِ مسنونہ کے بعد امیر محترم نے شرکاء سے خطاب فرمایا جو کہ نمازِ عشاء تک جاری رہا۔

عشاء کی نماز اور کھانے کے بعد مردان کے رفیق محترم محمد عادل خٹک نے منتخب نصاب درس نمبر 15 ''سورۃ حج کے آخری رکوع'' کا درس دیا۔ اس کے بعد رفقاء نے آرام فرمایا اور رات کے آخری حصہ میں نمازِ تہجد ادا کی اور ذکر اذکار کا اہتمام فرمایا۔

امیر محترم نمازِ فجر کے بعد حلقہ مالاکنڈ، تیمر گرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جبکہ نمازِ فجر کے بعد امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے مرکز حلقہ سے ملحقہ مسجد ابوبکر صدیقؓ میں درسِ قرآن دیا۔ راقم کے اختتامی کلمات و اجتماعی دعا پر سہ ماہی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد شمیم خٹک، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ سکھر

حلقہ سکھر کے اہتمام 20 ستمبر 2020 کو خصوصی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع کا آغاز ناظم حلقہ تعلیم وتربیت حافظ ثناء اللہ گبول کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر حلقہ احمد صادق سومرو نے حلقہ کا تعارف، محل وقوع، حلقہ کے ذمہ دار معاونین، مقامی امراءِ تناظیم، منفرد اسرہ جات اور ان کے نقباء کا تعارف حاضرین کے سامنے رکھا۔ حلقہ کے تعارف کے بعد محترم اظہر ریاض نے امیر محترم کا مفصل تعارف رفقاء کے سامنے رکھا۔ امیر محترم کے تعارف کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ امیر محترم نے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے خطاب فرمایا اور بیعت کے وہ الفاظ دہرائے جو رفقاء تنظیم عہد کرتے ہوئے تنظیم اسلامی میں شامل ہوتے ہوئے کہتے ہیں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ہر رفیق ایمان میں اضافہ کے لیے کوشش کرے۔ دعوت دین اور قرآن کا پیغام دوسروں تک پہنچائے۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد رفقاء نے نئے امیر کے ہاتھ پر بیعت مسنون کی اور اجتماعی دعا کے بعد خصوصی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں شرکاء کی تعداد 150 تک رہی۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، سکھر)

امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا دورہ حلقہ ساہیوال

04 اکتوبر بروز اتوار حلقہ کا سہ ماہی تربیتی پروگرام تھا۔ پروگرام کا آغاز صبح 9:00 بجے پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد کے درس قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں ڈاکٹر عبدالحفیظ میاں نے بھلائی اور خیر کے دروازے کے عنوان سے درس حدیث دیا۔ 10:00 بجے امیر محترم جامعہ رحیمیہ پہنچے۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان زون محمد ناصر بھٹی نے خوش آمدید کہا۔

امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن نے حلقہ کے معاونین، زیرِ نظم میں سے امراء مقامی تناظیم اور منفرد اسرہ جات کے نقباء کا تعارف پیش کیا۔ حلقہ کی تناظیم اور رفقاء کی تعداد کا اجمالی خاکہ پیش کیا۔ امیر محترم نے نظم کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ بالخصوص جامعہ رحیمیہ کے اساتذہ اور طلبہ کا۔ اس کے بعد سوالات و جوابات کی نشست ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے پہلے مبتدی اور پھر ملتزم رفقاء سے سمع و طاعت کی بیعت لی۔

آخر میں امیر محترم نے تذکیری گفتگو میں رفقاء کے مطلوبہ اوصاف پر خصوصی توجہ دلائی اور اپنے قول و فعل میں خلوص و اخلاص کو قائم رکھنے اور اپنی اخروی نجات کے حصول کے لیے سرتوڑ کوشش کرنے، اللہ سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط کرنے، جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے اور دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہنے کی طرف ترغیب و تشویق دلائی۔ امیر محترم نے منہج انقلاب نبویؐ کو چھ نکات کی صورت میں جامع انداز میں پیش کیا۔ دعا مسنونہ پر پروگرام کا اختتام کیا۔ تقریباً 22 احباب بھی امیر محترم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے، انہوں نے بھی اجتماعی بیعت میں حصہ لیا اور پروگرام کے آخر میں بیعت فارم بھی پُر کر کے دیئے۔ (مرتب: سیف الرحمن رضا)

امیر محترم شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ سرگودھا

11 اکتوبر 2020ء کو صبح دس بجے امیر محترم حفظ اللہ حلقہ سرگودھا کے رفقاء سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ امیر حلقہ نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ حکیم سے ہوا۔ مطالعہ حدیث تنظیم میانوالی کے امیر نور خان نے فرمایا اور کلام اقبال تنظیم شرقی کے رفیق عثمان غنی نے پیش کیا۔

اس کے بعد نائب امیر حلقہ نے معاونین حلقہ اور مقامی امراءِ تناظیم کا امیر محترم سے تعارف کروایا اور حلقہ کی جغرافیائی حدود بیان کرتے ہوئے حلقہ کے کل منظم اور منفرد رفقاء کی تعداد بیان کی اور منفرد رفقاء سے رابطوں/ ملاقاتوں کے لیے طریقہ کار بیان کیا۔

امیر محترم نے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء کے اشکالات و سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

سوال و جواب کے بعد ملتزم و مبتدی رفقاء سے بیعتِ مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔

آخر میں امیر محترم نے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے تنظیم کی طرف سے رفقاء کے 10 مطلوبہ اوصاف کی یاد دہانی فرماتے ہوئے دعوت الی اللہ کے کام کو آگے بڑھانے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی رضا اور اُخروی کامیابی کو ہدف بنانے کی ترغیب دلائی۔ دُعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن کھپانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا دورہ حلقہ بہاول نگر

18 اکتوبر بروز اتوار کو اجتماع کا انعقاد مرکز تنظیم اسلامی ہارون آباد میں کیا گیا تھا۔ قاری محمد ندیم نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد راقم نے ''وَجَبَتْ مَحَبَّتِی'' حدیث قدسی بیان کی۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان محمد ناصر بھٹی نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔

اسی دوران امیر محترم پروگرام میں تشریف لائے۔ امیر محترم نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور پھر کچھ تذکیری گفتگو فرمائی اور دنیا کی زندگی کی حقیقت بیان کی۔ راقم نے معاونین حلقہ اور مقامی امراء تناظیم کا امیر محترم سے تعارف کروایا اور حلقہ کی جغرافیائی حد بندی بھی بیان کی۔ پھر سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ امیر محترم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انتہائی مختصر وقت میں رفقاء کے ہر طرح کے فکری، سیاسی اور تحریکی سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

سوال و جواب کے بعد ملتزم و مبتدی رفقاء سے بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔

امیر تنظیم اسلامی نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف کی یاددہانی کروائی اور بار بار مطالعے کی بھی تاکید فرمائی۔ امیر محترم نے موجودہ حالات میں دعوت کے کام کو آگے بڑھانے کے حوالے سے صحابہ کرام ؓ کے واقعات کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ کی رضا اور اُخروی کامیابی کو ہدف بنانے کی ترغیب دلائی اور بانی تنظیم اور موجودہ سینئر ذمہ دارانِ تنظیم کی عزیمت کو بطور نمونہ اپنے سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں 176 رفقاء اور 12 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: سجاد سرور)

امیر محترم کا دورہ پوٹھوہار گوجرخان

امیر محترم شجاع الدین شیخ 25 اکتوبر کو سب سے پہلے انجمن خدام القرآن گوجرخان کے سابق صدر کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے جو کہ ایک ہفتہ قبل وفات پا گئے تھے۔ اس کے بعد آپ مسجد العابد تشریف لے گئے۔ آپ کو سب سے پہلے حلقہ کی عاملہ کا مختصر تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد رفقاء کے سوالات کے جوابات دیے اور پھر مبتدی اور ملتزم رفقاء نے الگ الگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آخر میں آپ نے مختصر مگر جامع خطاب کیا۔ اس پروگرام میں رفقاء کی بھرپور شرکت رہی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین! (رپورٹ: ندیم مجید، امیر حلقہ پوٹھوہار)

امیر تنظیم کا دورہ حلقہ پنجاب جنوبی

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ 17 اکتوبر بروز ہفتہ حلقہ پنجاب جنوبی کے دورہ پر ملتان تشریف لائے۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان محمد ناصر بھٹی بھی نماز عصر سے قبل ملتان قرآن اکیڈمی پہنچ گئے۔ حلقہ کے اجتماع کا آغاز نماز عصر کے بعد ہوا۔ محمد سلیم اختر نے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور تنظیم میں امارت کی تبدیلی سے متعلق راہنمائی کی۔ امیر حلقہ نے نماز مغرب کے بعد اپنی شوریٰ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد نماز عشاء تک سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ امیر تنظیم نے بہت عمدہ طریقے سے رفقاء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ بعد نماز عشاء مبتدی رفقاء سے بیعت لی گئی۔ اس کے بعد ملتزم رفقاء سے بیعت ہوئی۔ آخر میں بعد امیر تنظیم نے آدھا گھنٹہ کا جامع خطاب فرمایا۔ انہوں نے رفقاء کو اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کرنے کا ہدف دیا۔ اس اجتماع میں 300 سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔ (مرتب: شوکت حسین)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا گستاخانہ خاکوں کے خلاف مظاہرہ

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے گستاخانہ خاکوں اور فرانسیسی صدر کے غیر ذمہ دارانہ اور گستاخانہ بیان کے خلاف احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا۔ اس سلسلے میں حلقہ نے 120 ٹی بورڈز اور 10 بینرز چھپوائے۔ امیر تنظیم اسلامی کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مظاہرے کے دوران تقسیم کیا گیا۔ اس مظاہرے میں تقریباً 120 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ مظاہرے کے دوران شرکاء نے اپنے ہاتھوں میں ٹی بورڈز اٹھا رکھے تھے۔ میڈیا کے لوگوں نے اس مظاہرے کی بھرپور انداز میں کوریج کی اور امیر حلقہ و دیگر شرکاء کے تاثرات ریکارڈ کیے۔

مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور محترم میجر ریٹائرڈ فتح محمد نے بھی اس مظاہرے میں شرکت کی۔ دعاء پر اس مظاہرے کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کا دورہ کوٹ سلطان ولیہ

امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے 11 اکتوبر کو کوٹ سلطان کا دورہ کیا جناب جاوید اقبال کے گھر پر خطاب عام تھا۔ تقریباً 200 سے زائد افراد نے اس خطاب میں شرکت کی۔ امیر حلقہ نے ”زوال امت کا سبب اور اس کا علاج“ کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ خطاب سنا۔ 3 بجے امیر حلقہ لیہ کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں امیر حلقہ نے بعد نماز مغرب مرکز الھدیٰ وکلاء کالونی میں مندرجہ بالا موضوع پر خطاب فرمایا۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد 70 کے قریب تھی۔ نماز عشاء اور رات کے کھانے کے بعد ملتان کے لیے روانگی ہوئی۔ (مرتب: شہریار خان)

امیر حلقہ کا دورہ کھاریاں

پروگرام کا آغاز امیر حلقہ نے اپنے تعارف سے کروایا۔ انہوں نے رفقاء سے تنظیمی سرگرمیوں اور ذاتی تربیت کے حوالے سے کچھ گفتگو کی اور رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ امیر حلقہ نے اپنی گفتگو میں رفقاء سے حلال معیشت اور پاکیزہ معاشرت اپنانے، عبادات و اخلاقیات میں آگے بڑھنے، استغفار کی کثرت، ریاکاری سے بچنے اور سیرت النبی ﷺ و سیرت صحابہ کا مطالعہ کرنے پر زور دیا۔ تزکیہ نفس کے لیے کچھ وقت تنہائی میں گزارنے کا مشورہ دیا۔

انہوں نے حلقہ قرآنی کے قیام، اسرہ اور دیگر دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کے حوالے سے بھرپور ترغیب دلائی۔ رات 10 بجے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری سعی وجہد کو قبول کرے اور ہمارے لیے توشہ آخرت بنائے آمین! (مرتب: رفیق تنظیم)

امیر حلقہ کا دورہ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

امیر حلقہ 13 ستمبر بروز اتوار گوجرانوالہ پہنچے۔ جہاں ناظم دعوت سے ملاقات کی۔ شعبہ دعوت کو بہتر بنانے کے لیے ناظم دعوت کو خصوصی ہدایات دیں۔

ناظم حلقہ اور مشیر سرفراز چیمہ 1 بجے قلعہ کالروالا پہنچے۔ وہاں نقیب اسرہ غلام نبی سعید اور چھ رفقاء سے تفصیلی تعارف حاصل کیا۔ ناظم حلقہ نے اسی ملاقات کے دوران نقیب اسرہ سے درخواست کی کہ اپنے رفقاء میں نظام العمل میں دیئے گئے عنوانات کے مطابق ذمہ داریاں تقسیم کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس دعوت دینے کے لیے کوئی مدرس موجود نہیں تو ویڈیو پروگرام کا اہتمام کیجئے وگرنہ مطالعاتی حلقہ کا اہتمام کیجئے۔ امیر حلقہ تقریباً 3:15 بجے نارووال میں ڈاکٹر شفیق بیگ چغتائی کے گھر پہنچے۔ نقیب اسرہ اشرف بٹ کے ہمراہ گیارہ رفقاء سے ملاقات کی۔ رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی راہ میں مخلص و مستقیم رکھے۔ آمین!

امیر حلقہ گوجرانوالہ کا حلقہ جات قرآنیہ کا دورہ

16 ستمبر کو امیر حلقہ، گاؤں دالیہ پہنچے، نماز مغرب ادا کی۔ بعد ازاں مقامی ناظم نے

سورۃ الحج کے آخری رکوع کا درس دیا۔ تقریباً 40 افراد نے درس میں شرکت کی۔ درس قرآن کے بعد امیر حلقہ نے احباب سے ملاقات کی اور انہیں غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کے لیے تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔

نماز عشاء پاک رائس ملز کنجاہ میں ادا کی۔ وہاں پر بھی جاری منتخب نصاب کے سلسلہ وار درس کے ضمن میں سورۃ القیامۃ کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ درس قرآن میں تقریباً 55 افراد نے شرکت کی۔ درس کے بعد رفقاء و احباب سے ملاقات کی اور تقریباً 10 بجے کنجاہ سے گجرات کے لیے روانہ ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی راہ میں مخلص و مستقیم رکھے۔ آمین! (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرام

29 اکتوبر کو گاؤں دالیہ میں نماز مغرب کے بعد سیرت النبی ﷺ کے بیان پر مشتمل سلسلہ کی پہلی نشست ہوئی جس میں تقریباً 35 حضرات نے شرکت کی۔ ایک حبیب نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دالیہ سے واپسی پر مجاہ میں پاک رائس ملز میں منتخب نصاب کے سلسلہ وار درس قرآن پر مشتمل نشست ہوئی جس میں تقریباً 50 لوگوں نے شرکت کی۔ درس کے بعد احباب سے تقریباً آدھا گھنٹہ ملاقات رہی پھر واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ (رپورٹ رفیق تنظیم)

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرام

31 اکتوبر کو گاؤں پوڑ میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر پروگرام عشاء کے بعد شروع ہوا۔ تلاوت قرآن اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد ناظم حلقہ علی جنید میر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔

پروگرام کے بعد شرکاء میں ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔ تقریباً 100 کے قریب لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ اسلام آباد، چکلالہ کے مبتدی رفیق محمد مستحسن جاوید وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5109390

☆ حلقہ کراچی جنوبی، لانڈھی کے بزرگ مبتدی رفیق محترم فضل احمد وفات پا گئے

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار گوجر خان کے ملتزم رفیق آفتاب احمد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-5489391

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق میجر (ر) محمد احسن وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-7299499

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کلفٹن کے معتمد محترم طاہر حمید کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-3367704

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، چکوال کے مبتدی رفیق عظیم گل کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-5515834

☆ حلقہ پوٹھوہار، چکوال کے مبتدی رفیق میاں آفتاب احمد کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5900509

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے مدیر مکتبہ احسن الزمان صدیقی کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ بہاول نگر، مروٹ کے رفقاء فرحان ریاض اور عثمان وارث کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0341-9642577

0315-3108783

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ کھوکھر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم ایس سی، آئی ٹی، قد 5.4 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0303-9555592

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو اسپیکنگ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 31 سال، B.S سول انجینئر کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے نیک، مناسب قد، شرعی پردے کی پابند، اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-2175664

☆ اردو اسپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، قد 5.6 انچ، تعلیم ایم ایس آرکیٹکچر +B.E، انٹیریئر ڈیزائنگ، شرعی پردہ کی حامل، نیک سیرت کے لیے ہم پلہ دینی مزاج کے حامل (قرآن وسنت کی پیروی) برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-2175664

Vol: 29 Regd. No. C.P.L NO.114 No.3[illegible]

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore